www.KitaboSunnat.com

مقالات

ڈاکٹر عبدالرؤف ظفر، بہاولپور

تفسیر قرآن مجید کی اقسام

قرآن مجید کلام الٰہی ہے۔ مثل مشہور ہے کلام الملوک ملوک الکلام۔ قرآن مجید کا ملوک الکلام ہونا اس کے ایک ایک لفظ سے ثابت ہوتا ہے۔ اس کی تفسیر لکھنے کے لئے بہت سے علماء نے کوششیں کیں۔ یہ ہمہ پہلو کتاب ہے، اس لئے اس کی تفسیر کے لئے اپنی فہم وفراست کے مطابق صاحبِ علم وفضل لوگوں نے مختلف انداز سے کام کیا ہے۔ بعض نے نہایت مختصر اور بعض نے بہت مفصل کتب لکھیں۔ بعض نے صرف وجوہِ قراءت پر گفتگو کی۔ بعض نے الفاظ کے معانی پر زورِ قلم صرف کیا۔ بعض نے صرف کے نقطہ نظر سے اس پر تبصرہ کیا، بعض نے نحو کے لحاظ سے اس کی نقاب کشائی کی۔ بعض مفسرین نے اپنے اہوارِ قلم کو صرف آیاتِ قرآنی احادیثِ نبوی، اقوالِ صحابہؓ اور تابعین تک محدود رکھا۔ بعض نے ان کے ساتھ اسرائیلی روایات کو مدِ نظر رکھا۔ بعد ازاں اور لوگوں نے ان روایات کی تنقیح کی۔ بعض نے ناسخ ومنسوخ پر بحث کی۔ بعض نے احکامِ شرعیہ کی آیات پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ بعض حضرات اور علمِ کلام والوں کی دلیلوں کو بحث کا موضوع بنایا۔ بعض نے مجازاتِ قرآنی کو سامنے رکھا۔ کسی نے مفرداتِ قرآن کو زیرِ بحث لانے کی جدّوجہد کی۔ کچھ لوگوں نے آیات کے پس منظر پر روشنی ڈالی۔ غرض اپنے اپنے ذوق کے مطابق مفسرین نے اس کتابِ مبین اور صحیفہ ہدایت کی خدمت کی۔

ان تمام کتبِ تفسیر پر غور کر کے عام طور پر آئمہ سلف نے کتبِ تفسیر کی دو قسمیں قرار دی ہیں۔

(۱) تفسیر بالماثور

(۲) تفسیر بالرای

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر بالماثور :

ایسی تفسیر جس میں تفسیر بالماثور والمنقول پر کفایت کی جائے۔ یعنی قرآن و سنت، اقوال صحابہ اور تابعین سیر و تاریخ کی مستند روایات کو ہی مدِ نظر رکھا جاتے۔ اس قسم کی تفسیر کو تفسیر منقول بھی کہتے ہیں[1]

اس مکتبِ فکر کے حامل حضرات کا یہ کہنا ہے کہ قرآن مجید خود کئی مقامات پر اپنی تشریح کرتا ہے۔ اسی طرح جس بات کو جاننے کی ضرورت تھی یا جو بات شرح طلب تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی وضاحت فرما دی۔ اس پر مزید صحابہ و تابعین نے بیان فرمایا۔ ان کے بعد مزید بحثوں میں پڑنے سے ایمان کے نقصان کا خطرہ ہے۔ اس مدرسۂ فکر کے حامل حضرات کو اصحاب الحدیث بھی کہتے ہیں۔ قرآن مجید کی خود شرح کی قرآن مجید میں بے شمار مثالیں ہیں۔ ارشادِ ربانی ہے:

فَتَلَقّٰۤى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیْهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیْمُ[2]

"پس سیکھ لیں آدم علیہ السلام نے اپنے پروردگار سے کچھ باتیں۔ پس پھر آیا اوپر اس کے تحقیق وہ پھر آنے والا ہے مہربان۔"

ان کلمات کی وضاحت جو حضرت آدم علیہ السلام نے سیکھے تھے۔ قرآن مجید میں ہی دوسرے مقام پر اس طرح سے ہے:

قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَاۤ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ[3]

---

[1] (i) مناع القطان، مباحث فی علوم القرآن ص۳۳۷، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، الطبعۃ ۱۴۰۳ھ ۱۹۸۳ء

(ii) محمد حسین الذہبی التفسیر والمفسرون، ج۱ ص۱۵۲، دار الکتب الحدیثیہ قاہرہ، الطبعۃ الثانیۃ ۱۹۷۶ء۔

(iii) عبدالعظیم معانی، واحمد الغندور، احکام من القرآن والسنۃ ص۱۱، دار المعارف مصر، الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۸۶ھ ۱۹۶۶ء

(iv) غلام احمد حریری، تاریخ التفسیر والمفسرین، ص۱۲۱، ملک سنز فیصل آباد۔ طبع اول ۱۹۸۲ء

(v) محمد حنیف ندوی، مطالعہ قرآن ص۲۴۳، ادارہ ثقافتِ اسلامیہ لاہور، طبع دوم ۱۹۸۹ء۔

[2] قرآن مجید، سورۃ البقرۃ، ۳۷ [3] قرآن مجید، سورۃ الأعراف، ۲۳

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہا دونوں نے اے ہمارے رب ظلم کیا ہم نے جانوں اپنی کو اور اگر نہ بخشے گا تو ہم کو اور نہ رحم کرے گا تو ہم کو۔ البتہ ہو جائیں گے ہم ٹوٹا پانے والوں میں سے"۔

اسی طرح تفسیر القرآن بالقرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ إِنَّا كُنَّا مُنذِرِينَ ۝ [1]

"تحقیق اتارا ہم نے اس قرآن کو برکت والی رات میں، تحقیق ہم ہیں ڈرانے والے"۔

لیلۃ مبارکہ کی توضیح اس طرح سے خود ہی قرآن نے بیان کی ہے :

إِنَّا أَنزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ الْقَدْرِ [2]

"تحقیق ہم نے قرآن کو قدر کی رات میں نازل کیا"۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ئناتِ ارضی پر قرآنِ مجید کے پہلے مفسر ہیں۔ آپؐ کی زندگی قرآن مجید کی عملی تفسیر تھی۔ چنانچہ حضرت عائشہؓ سے جب آپؐ کے اخلاقِ مبارکہ کے بارے میں سوال کیا گیا تو انھوں نے فرمایا :

"كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ" [3]

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اخلاق قرآن مجید تھا"۔

کئی آیاتِ قرآنی کی آنحضورؐ نے تفسیر بیان فرمائی۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ ثُمَّ قَرَأَ "إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ" [4]

"غیب کی پانچ چابیاں ہیں۔ پھر آپؐ نے یہ آیت إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ کی تلاوت فرمائی"۔

اس بات کو ایک اور حدیث میں اس طرح سے بیان کیا۔ حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے

---

[1] قرآن مجید، سورۃ الدخان، ۳

[2] ایضاً ، سورۃ القدر ۱

[3] احمد بن حنبل، مسند ج ۲ ص ۱۸۶، المطبعۃ المیمنیۃ، مصر ۱۳۱۳ھ

[4] بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، مع شرح فتح الباری، ج ۸ ص ۴۔ ۱۳ھ تفسیر سورۃ لقمان ۔ طباعۃ الریاض۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مَفَاتِيحُ الْغَيْبِ خَمْسٌ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا اللهُ، وَلَا يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ إِلَّا اللهُ وَلَا يَعْلَمُ مَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ إِلَّا اللهُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى يَأْتِي الْمَطَرُ أَحَدٌ إِلَّا اللهُ وَلَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ وَلَا يَعْلَمُ مَتَى تَقُومُ السَّاعَةُ إِلَّا اللهُ [1]

"غیب کی پانچ چابیاں ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کل کیا ہوگا۔ رحم جو کمی کرتے ہیں ان کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا بارش کب ہوگی۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس کو موت کہاں مل جائے گی۔ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا قیامت کب ہوگی"

حضرت ابن عمرؓ سے ہی روایت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غیب کی پانچ چابیاں ہیں (پھر آپ نے تلاوت فرمائی):

إِنَّ اللهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ [2]

"اللہ ہی کو معلوم ہے، قیامت کب آئے گی، اور وہی پانی برساتا ہے، اور وہی جانتا ہے ماں کے پیٹ میں کیا ہے۔ اور کسی کو معلوم نہیں کل وہ کیا کرے گا۔ اور کوئی نہیں جانتا وہ کس ملک میں مرے گا۔ بیشک اللہ ہی جانتا ہے اسی کو خبر ہے"

مندرجہ بالا آیات کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو تشریح کی ہے وہ واضح ہے۔ ایک اور حدیث حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے، جب یہ آیت اتری:

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ [3]

"جو لوگ ایمان لائے اور اپنے ایمان میں ظلم نہیں ملایا"

---

[1] ایضاً، ص ۳۷۵ ۔ تفسیر سورۃ الرعد۔

[2] ایضاً، ص ۲۹۱ ۔ تفسیر سورۃ الأنعام۔

[3] قرآن مجید، سورۃ الأنعام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ بات بہت گراں گذری اور کہنے لگے ہم میں سے کون ہے جس نے ایمان کو ظلم میں نہ ملایا ہو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بات یہ نہیں ہے، پھر فرمایا کہ کیا تم کو حضرت لقمان علیہ السلام کی اپنے بیٹے کو نصیحت کا علم نہیں کہ

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۞ [1]

"بیشک شرک بہت بڑا ظلم ہے۔"

مندرجہ بالا دونوں قسم کی تفسیر یعنی تفسیر القرآن بالقرآن یا تفسیر القرآن بالسنۃ اعلیٰ درجہ رکھتی ہیں۔ خدا خود ہی اپنے کلام کو ہر ایک سے بہتر سمجھتا ہے۔ اور پھر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن نازل ہوا، وہ ہر لحاظ سے اس کی تفسیر کے ماہر تھے۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ [2]

"ہم نے آپ پر قرآن نازل کیا ہے تاکہ آپ لوگوں کو واضح کر کے بتادیں جو اُن پر نازل ہوا۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرامؓ کا درجہ ہے جو پوری اُمت میں ہر لحاظ سے افضل لوگ تھے۔ قرآن مجید کی جو تشریح اور تفسیر اُن کی زبان سے نکلی اس کے ثقہ اور صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں۔ کیونکہ اُن کی موجودگی میں قرآن نازل ہوا۔

امام حاکمؒ فرماتے ہیں:

"إِنَّ تَفْسِيرَ الصَّحَابِيِّ الَّذِي شَهِدَ الْوَحْيَ وَالتَّنْزِيلَ لَهُ حُكْمُ الْمَرْفُوعِ" [3]

"صحابی کی تفسیر کو جو وحی اور تنزیل کے وقت موجود تھا، مرفوع کا حکم ہے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیان کردہ تفاسیر کی مثالیں کتبِ احادیث میں موجود ہیں۔ حضرت

---

[1] قرآن مجید، سورۃ لقمان ۱۳۔
بخاری، محمد بن اسمٰعیل بخاری۔ الجامع الصحیح مع فتح الباری، ج ۸ ص ۵۱۳۔

[2] قرآن مجید، النحل ۴۴۔

[3] الصابونی، محمد علی، التبیان فی علوم القرآن، ص ۶۶۔ مکتبۃ الغزالی، دمشق۔ مؤسسۃ مناہل العرفان، بیروت۔ الطبعۃ الثانیۃ ۱۴۰۱ھ / ۱۹۸۱ء۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن عباسؓ سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا:

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ ۔ ؎۱

"وہ جو لفظ بھی بولتا ہے اس کے پاس نگران متعین ہوتا ہے"۔

تو انھوں نے فرمایا:

يَكْتُبُ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ لَا يَكْتُبُ يَا غُلَامُ أَسْرِجِ الْفَرَسَ وَيَا غُلَامُ أَسْقِنِي الْمَاءَ بَلْ يَكْتُبُ الْخَيْرَ وَالشَّرَّ ؎۲

"خیر اور شر لکھی جاتی ہے۔ یہ نہیں لکھا جاتا اے غلام گھوڑے پر زین ڈال، اے غلام مجھے پانی پلا، بلکہ نیکی اور بدی لکھی جاتی ہے"۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آیت

"وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهِ مِنْ كِتَابٍ ؎۳ (آپ اس سے پہلے کوئی کتاب نہ پڑھتے تھے)

تفسیر یہ مروی ہے:

قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْرَأُ وَلَا يَكْتُبُ ؎۴

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ پڑھتے تھے نہ لکھتے تھے"۔

ان کے علاوہ بھی کئی آیات کی تفسیر صحابہؓ سے مروی ہے۔

تابعین کے اقوال بھی اہمیت کے حامل ہیں۔ ان لوگوں نے صحابہ کرامؓ سے فیض حاصل کیا کتب تفسیر بالماثور یا تفسیر بالمنقول سے یہ مراد نہیں کہ ان میں مندرجہ بالا امور کے علاوہ کوئی چیز نہیں ہوتی، بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ ان چیزوں کو ہر لحاظ سے فوقیت حاصل ہوتی ہے۔

٭

؎۱ قرآن مجید، سورۃ قٓ، ۱۸۔

؎۲ عبدالعزیز، تفسیر ابن عباس، ج ۲، ص ۸۱۰، جامعۃ ام القریٰ، مکۃ المکرمۃ۔

؎۳ قرآن مجید، سورۃ العنکبوت، ۴۸۔

؎۴ محمد احمد عیسوی، تفسیر ابن مسعود، ج ۲، ص ۴۸۷، شرکۃ الطباعۃ السعودیۃ الریاض، الطبعۃ الاولیٰ ۱۴۰۵ھ / ۱۹۸۵ء۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر بالماثور کی مشہور کتب :

مناع القطان نے درج ذیل کتب کو اس زمرہ میں شمار کیا ہے[۱]

۱۔ التفسیر المنسوب الی ابن عباس ۶۸ھ۔

۲۔ تفسیر ابن عیینۃ (ابو محمد سفیان بن عیینہ بن میمون الی الهلالی مولدہم الکوفی ثم مکی ف ۱۹۸ھ)[۲]

۳۔ تفسیر ابن ابی حاتم (عبدالرحمٰن بن محمد ف ۳۲۷ھ)[۳]

۴۔ تفسیر ابی الشیخ ابن حبان (ابو الشیخ عبداللہ بن محمد بن جعفر بن حبان یا حیان ف ۳۶۹ھ)[۴]

۵۔ تفسیر ابن عطیہ (عبدالحق بن غالب المحاربی ف ۵۴۶ھ)[۵]

۶۔ تفسیر بحر العلوم، ابو اللیث السمرقندی (نصر بن محمد ف ۳۷۵ھ)[۶]

۷۔ الکشف والبیان عن تفسیر القرآن (احمد بن ابراہیم الثعلبی النیسابوری ف ۴۲۷ھ)[۷]

۸۔ جامع البیان فی تفسیر القرآن (ابن جریر الطبری ابو جعفر محمد بن جریر ف ۳۱۰ھ)[۸]
مطبوع کتاب کا نام اس طرح ہے جامع البیان عن تاویل آی القرآن۔

۹۔ تفسیر ابن ابی شیبۃ (ابو بکر عبداللہ محمد بن ابی شیبۃ ف ۲۳۵ھ)[۹]

---

[۱] مناع، مباحث فی علوم القرآن، ص ۳۵۹۔
ندوی، مطالعہ قرآن، ص ۲۸۴ (آٹھ کا ذکر ہے)۔
الصابونی، التبیان فی علوم القرآن، ص ۱۸۵ (آٹھ کا ذکر ہے)

[۲] الکتانی محمد بن جعفر، الرسالۃ المستطرفۃ، ص ۴۱۔ دار الفکر، دمشق، الطبعۃ الثانیۃ ۱۹۶۴ء۔

[۳] الدکتور محمد بن حسن بن احمد، الامام الشوکانی مفسرا، ص ۱۰۹، دار الشروق جدۃ، الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۸۱ء۔

[۴] ایضاً۔ [۵] ایضاً۔

[۶] الصابونی، التبیان، ص ۱۸۵۔

[۷] محمد حسین الذہبی، التفسیر والمفسرون، ص ۲۲۷۔
احمد ون ڈنفر، علوم القرآن (انگریزی)، ص ۱۳۷۔ اسلامک فاؤنڈیشن سنٹر، برطانیہ ۱۹۸۳ء

[۸] محمد حسن، الامام الشوکانی مفسرا، ص ۳۲۶ [۹] ایضاً ص ۱۱۸۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۰- معالم التنزیل البغوی (ابو محمد حسین بن سعود البغوی، ف ۵۱۶ھ)۔ [1]

۱۱- تفسیر القرآن العظیم، ابو الفداء۔ الحافظ اسماعیل (حافظ اسماعیل بن کثیر ف ۷۷۴ھ) [2]

۱۲- الجواہر الحسان فی تفسیر القرآن۔ تفسیر الثعالبی (ابو عبدالرحمٰن بن محمد بن مخلوف۔ ف ۸۷۶ھ)۔ [3]

۱۳- الدر المنثور فی تفسیر الماثور۔ (جلال الدین سیوطی۔ ف ۹۱۱ھ) [4]

۱۴- فتح القدیر، تفسیر شوکانی (محمد بن علی۔ ف ۱۲۵۰ھ) [5]

ان میں سے بعض کتب اور ان کے مؤلفین کا تعارف درج ذیل ہے:

۱- تفسیر ابنِ عباسؓ:

حضرت عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب الہاشمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے۔ صحیح روایات کے مطابق وہ فرماتے ہیں:

وُلِدْتُ وَبَنُوْ هَاشِمٍ فِي الشِّعْبِ [6]

(میں اس وقت پیدا ہوا جب بنو ہاشم شعب میں تھے)

گویا آپ ہجرتِ نبوی سے تین سال قبل پیدا ہوئے۔ اُن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھٹی دی۔

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہیں:

"ہم ان ابن عباسؓ کے علاوہ کسی اور کے متعلق نہیں جانتے کہ اُن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے گھٹی دی" جو ان کی خالہ میمونہ بنت الحارث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

---

[1] احمد ون ڈنفر، علوم القرآن، ۱۳۸۔ [2] ایضاً۔

[3] محمد حسن، الامام الشوکانی مفسرا، ص ۲۴۶۔ [4] الصابونی، التبیان، ص ۱۸۵۔

[5] محمد حسن، الامام الشوکانی مفسرا، ص ۳۵۰ [6] ابن حجر العسقلانی احمد فتح الباری ج ۱۱، ص ۹۰، الریاض

ابن الاثیر ابو الحسن علی بن ابی بکر۔ اسد الغابۃ فی معرفۃ ... ج ۳ ص ۱۹۳۔ المکتبۃ الاسلامیہ مصر

ابن عبدالبر ابو عمر یوسف الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ج ۲ ص ۳۴۴۔ دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد ۱۳۳۶ھ۔

[7] ابن کثیر عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمر بن کثیر۔ البدایۃ والنہایۃ ج ۸ ص ۲۹۵۔ مطبعۃ السعادۃ مصر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے حبار عقد میں تھیں۔

بعض اوقات ان کے گھر جاتے اور رات گذارتے، چونکہ ذہین وفطین تھے اور علم وعمل کا شوق رکھتے تھے۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تہجد کی نماز نقل فرماتے ہیں[۱]۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے خصوصی دعا فرمائی:

اَللّٰهُمَّ فَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ وَعَلِّمْهُ التَّاوِيْلَ[۲]

"اے اللہ اسے دین میں سمجھ عنایت فرما اور تاویل سکھا"

ایک روایت میں یہ لفظ ہیں:

اَللّٰهُمَّ عَلِّمْهُ الْكِتَابَ[۳]

"اے اللہ اسے کتاب اللہ کا علم عنایت فرما"

حضرت ابن عباسؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں پڑھے اور علم حاصل کیا۔ اس سے گولڈ زیہر کی غلط بیانی کی تردید ہوتی ہے جو اس نے کہا کہ حضرت ابن عباسؓ نے یہود کے علماء سے علم حاصل کیا۔ اور وہ بیان کرتے تھے:

وَكَثِيْرًا مَا نَجِدُ مَصَادِرَ الْعِلْمِ الْمُفَضَّلَةَ لَدَى ابْنِ عَبَّاسٍ الْيَهُوْدِيِّيْنَ الَّذِيْنَ اعْتَنَقُوا الْإِسْلَامَ كَعْبُ الْأَحْبَارِ وَعَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ[۴]

---

[۱] مسند احمد بن حنبل، المسند، ج ۱ ص ۳۱۴، ۳۲۸، ۳۳۵۔ عبد العزیز، تفسیر ابن عباس، ج ۱ ص ۱۱۔

[۲] احمد بن حنبل، مسند، ج ۱، ص ۳۱۴، ۳۲۸، ۳۳۵۔

[۳] محمد اسمعیل بخاری، بخاری۔ الجامع الصحیح ج ۱، ص ۱۷، کتاب العلم، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللهم علمه الكتاب۔ نور محمد اصح المطابع، کراچی، الطبعة الثانية ۱۳۸۱ھ۔ الذہبی، احمد بن عثمان، تذکرۃ الحفاظ، ج ۱ ص ۴۰۔ احیاء التراث العربی مصر (اللهم علمه تاويل القرآن کے الفاظ ہیں)۔

[۴] اگناز گولڈ زیہر، مذاہب التفسیر الاسلامی، ترجمہ (عبد الحکیم نجار) ص ۸۶، مکتبۃ الخانجی مصر، مکتبۃ المثنی بغداد ۱۳۷۴ھ/۱۹۵۵ء اس مقام پر اس بد باطن یہودی مستشرق نے اپنے خبثِ باطن کو بڑے عجیب انداز سے ظاہر کیا ہے۔ ابن سعد اور کتاب الآغانی کی موضوع روایات کو بیان کیا ہے جبکہ ثقہ روایت کی نقل نہیں کی۔ مستشرقین کا یہ انداز ہے کہ وہ اسلام پر اس انداز سے حملہ آور ہوتے ہیں۔ یہ بہت خطرناک دشمن اسلام تھا۔ اس نے آنحضرتؐ کی احادیث کے متعلق بہت ہرزہ سرائی کی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ہم دیکھتے ہیں کہ ابن عباس کے علم کے بڑے مصدر دو یہودی تھے جو مسلمان ہو گئے تھے، کعب بن احبارؓ اور عبداللہ بن سلامؓ۔"

احمد امین مصری مشہور مفکر محدث نے بھی مغربی آقا کی پیروی میں یہی انداز اختیار کیا ہے۔[51] ان کی تردید استاد محمد حسین الذہبی نے کی ہے۔ تفصیل کے لئے ان کی کتاب ملاحظہ کریں۔[52] بصیرت ہو تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا وہ قول پڑھو جس میں انھوں نے اہل کتاب کے متعلق وضاحت فرمائی:

يَا مَعْشَرَ الْمُسْلِمِيْنَ كَيْفَ تَسْأَلُوْنَ أَهْلَ الْكِتَابِ عَنْ شَيْءٍ وَكِتَابُكُمُ الَّذِيْ نَزَلَ عَلٰى نَبِيِّكُمْ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْدَثُ الْأَخْبَارِ بِاللّٰهِ مَحْضًا لَمْ يُشَبْ وَقَدْ حَدَّثَكُمُ اللّٰهُ بِأَنَّ أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ بَدَّلُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ وَغَيَّرُوْا فَكَتَبُوْا بِأَيْدِيْهِمْ فَقَالُوْا: هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا، أَوَلَا يَنْهَاكُمْ مَا جَاءَكُمْ مِّنَ الْعِلْمِ عَنْ مَسْأَلَتِهِمْ، فَلَا وَاللّٰهِ مَا رَأَيْنَا مِنْهُمْ أَحَدًا قَطُّ يَسْأَلُكُمْ عَنِ الَّذِيْ أُنْزِلَ عَلَيْكُمْ۔[53]

"مسلمانو! آپ اہل کتاب سے کیوں پوچھتے ہیں جبکہ آپ کی کتاب جو آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے اتاری، سب سے بعد میں اتری ہے، پرانی نہیں ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتایا کہ اہل کتاب نے اللہ کی نازل کی ہوئی کتابوں کو بدلا اور تحریف کی، اپنی مرضی سے لکھ کر کہنے لگے یہ اللہ تعالیٰ نے لکھا ہے، تاکہ اس سے تھوڑی سی قیمت حاصل کر سکیں۔ جو علم آپ کے پاس آیا ہے وہ آپ کو اس بات سے نہیں روکتا کہ آپ ان سے سوال کریں؟ خدا کی قسم! میں نے ان میں سے

---

۵۱ احمد امین، فجر الاسلام، ص ۲۰۱۔ الفصل الاول۔ القرآن والتفسیر۔ دار الکتاب العربی بیروت الطبعۃ الثانیۃ ۱۹۶۹ء۔

۵۲ محمد حسین الذہبی، التفسیر والمفسرون، ج ۱۔ ص ۷۲، ۷۳۔

۵۳ البخاری۔ محمد بن اسمٰعیل، الجامع الصحیح ج ۱، ص ۳۶۹ (کتاب الشہادات۔ باب لا یسأل اھل الشرك) ج ۳۔ ص ۱۰۹۔ کتاب الاعتصام، باب قول النبی لا تسئلوا اہل الکتاب۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک آدمی کو بھی نہیں دیکھا کہ وہ آپ سے اس چیز کے متعلق پوچھتا ہو جو آپ پہ اُترا ہے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اگر کبھی حضرت کعب احبار یا عبداللہ بن سلام سے بات بھی ہوتی تو معلومات کے لئے یا تصدیق اور تردید کے لئے پُوچھا نہ کہ مصدر سمجھ کر۔ اہل علم کی شان یہ ہے کہ وہ دونوں پہلو بیان کرتے ہیں۔ احمد ابن مصری جیسے متجدد اور مستشرقین کا بھی علمی تقاضا ہے کہ وہ اس علمی دیانت کے تحت أَصَحُّ الْكُتُبِ بَعْدَ كِتَابِ اللهِ الْبُخَارِیُّ کی اس روایت کو بھی علی رؤس الاشہاد بیان کرتے لیکن ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ علمی حقائق کو بیان کرنا مقصود نہیں بلکہ اسلام کو ہدفِ تنقید بنانا مقصود ہے۔

حضرت ابن عباسؓ جو کہ لغتِ عرب کے ماہر تھے اُن کی وفات ۶۸ھ میں ہوئی۔ محمد بن حنفیہ (علیؓ کے بیٹے) نے جنازہ پڑھایا ؎

ان کی تفسیر ابن عباس بہت مشہور ہے۔ یہ وہ تفسیر ہے جو تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس کے نام سے شائع ہوئی ہے۔ جسے ابو طاہر محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب "قاموس المحیط" نے جمع کیا ہے۔ مصر سے کئی دفعہ شائع ہوئی۔ پاکستان سے بھی شائع ہو چکی ہے۔

دوسری کتاب تفسیر ابن عباس ہے جس کو ڈاکٹر عبدالعزیز بن عبداللہ الحمیدی نے کتب ستہ سے ان کی تفسیری روایات کو جمع کیا ہے۔ اور اُن کی سند پر بحث بھی کی ہے، اس کو جامعہ ام القریٰ نے شائع کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی تفسیر اور اُن کے علم کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی، اُن کی تفسیر کے ماخذ درج ذیل ہیں:

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے علم حاصل کیا۔

۲۔ صحابہ کبارؓ سے علم حاصل کیا۔

۳۔ لغتِ عرب اور شعر جاہلی سے بہت استشہاد کرتے تھے۔ اس میں سے ایک خاص واقعہ ہے

۵ے مناع القطان، مباحث فی علوم القرآن، ص ۲۶۰۔

۶ے الذہبی، احمد بن عثمان۔ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص ۴۰۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب آپ کعبہ کے صحن میں قرآن کی تفسیر بیان کر رہے تھے۔ نافع بن الازرق اور نجدہ بن عویمر خارجیوں نے قرآن مجید کی بعض آیات کے متعلق عرب سے استشہاد کیا تو آپ نے اُن کو بیان کر دیا۔ [1]

فہم ثاقب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کا اثر تھا اور خاندانی فصاحت و بلاغت سے آپ خود تفسیر بیان فرماتے تھے۔ [2]

مناع القطان نے حضرت ابنِ عباسؓ کی تفسیر کی آٹھ سلسلوں سے روایت کی ہے۔ [3]

تفسیر ابن جریر الطبریؒ:

ابو جعفر محمد بن جریرؒ بن یزید بن کثیر الطبری ۲۲۴ھ میں طبرستان میں پیدا ہوئے۔ [4]
خطیب البغدادیؒ فرماتے ہیں:

كَانَ ابْنُ جَرِيْرٍ أَحَدَ الْأَئِمَّةِ يُحْكَمُ بِقَوْلِهِ وَيُرْجَعُ إِلَى مَعْرِفَتِهِ وَ عِلْمِهِ جَمَعَ مِنَ الْعُلُوْمِ مَا لَمْ يُشَارِكْهُ فِيْهِ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ عَصْرِهٖ فَكَانَ حَافِظًا لِكِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰى۔ [5]

"ابن جریرؒ ان اماموں سے ایک تھے جن کی بات کو وقعت دی جاتی تھی، ان کی علم و معرفت کی طرف لوگوں کی نگاہیں تھیں۔ علوم میں کوئی ہمعصران کا ثانی نہ تھا۔ آپ قرآن مجید کے حافظ تھے" اُن کی وفات ۳۱۰ھ میں ہوئی۔ [6]

اُن کی تفسیر بہت اہمیت کی حامل ہے۔ اس کے متعلق ابو حامد الاسفرائنیؒ فرماتے ہیں:

---

[1] السیوطی، عبدالرحمٰن، الاتقان ج ۱ ص ۱۲۰، ۱۲۳- ۲جلد- المطبعۃ الازہریہ، المطبعۃ الثانیہ ۱۳۴۳ھ ۱۹۲۵م۔
نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی، مجمع الزوائد، ج ۶ ص ۳۶۶، ۳۱۲- مؤسسۃ المعارف بیروت ۱۴۰۶ھ ۱۹۸۶م۔

[2] (عبدالعزیز) تفسیر ابنِ عباسؓ (مقدمہ) ص ۲۱ (جلدوں باتیں)۔

[3] مناع القطان، مباحث فی علوم القرآن، ص ۳۶۱، ۳۶۲۔

[4] الذہبی، تذکرۃ الحفاظ، ج ۲ ص ۷۱۰

[5] ایضاً۔ ص ۷۱۱ [6] ایضاً۔ ص ۷۱۵

محمد بن عبدالمنعم الحمیری، الروض المعطار فی خبر الاقطار ص ۳۸۶ ت احسان عباس مکتبہ لبنان الطبعۃ الثانیہ ۱۹۸۴م۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَوْ سَافَرَ رَجُلٌ إِلَى الْعِيْنِ فِي تَحْصِيْلِ تَفْسِيْرِ ابْنِ جَرِيْرٍ لَمْ يَكُنْ كَثِيْرًا[1]

"اگر کوئی تفسیر ابن جریر کے لئے سفر کرے تو یہ زیادہ نہیں"

امام نوویؒ فرماتے ہیں:

كِتَابُ ابْنِ جَرِيْرٍ فِي التَّفْسِيْرِ لَمْ يُصَنِّفْ أَحَدٌ مِّثْلَهُ[2]

"تفسیر ابن جریر جیسی کتاب کسی نے تصنیف نہیں کی"

اُن کی تفسیر کی درج ذیل خصوصیات ہیں۔

۱۔ تفسیر بالماثور پر اقوال النبیؐ، اقوال صحابہؓ اور تابعین پر اعتماد کرتے ہیں۔

۲۔ روایات کو اسناد کے ساتھ بیان کرتے ہیں اور ترجیح بھی بیان کرتے ہیں۔

۳۔ ناسخ و منسوخ کی بھی وضاحت کرتے ہیں۔

۴۔ وجوہ اعراب بیان کرتے ہیں اور آیات سے استنباطِ احکام کرتے ہیں۔

۵۔ بعض اوقات اسرائیلی روایات بیان کرکے عام طور پر اُن پر تنقید کرتے ہیں[3]

تفسیر بحر العلوم السمرقندی:

ابواللیث نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندیؒ الفقیہ الحنفی بہت مشہور مفسر ہیں۔ آپ امام الہدیٰ کے نام سے بھی معروف ہیں۔ آپ کے استادِ گرامی ابوجعفر الہندوانی ہیں۔ اُن کی مشہور تصانیف یہ ہیں:

۱۔ تفسیر القرآن المسمّٰی بحر العلوم
۲۔ کتاب النوازل فی الفقہ
۳۔ خزانۃ الفقہ
۴۔ تنبیہ الغافلین
۵۔ البستان

اُن کی وفات ۳۷۳ھ یا ۳۷۵ھ میں ہوئی[4]

---

[1] یاقوت الحموی۔ معجم الادباء، ج ۶، ص ۴۲۴، تحقیق مرجلیوت۔ طبعۃ ہندیہ مصر الطبعۃ الثانیہ ۱۹۲۳ء۔ الذہبی، تذکرۃ، ج ۲، ص ۷۱۲

[2] السیوطی۔ الاتقان، ج ۲، ص ۱۹۰

[3] الصابونی، التبیان فی علوم القرآن، ص ۱۸۶ (تمام خصوصیات)

[4] داودی، طبقات المفسرین، ص ۳۲۷۔ محمد حسین الذہبی۔ التفسیر والمفسرون۔ ج ۱۔ ص ۲۲۴-۲۲۵۔
غلام احمد حریری۔ تاریخ التفسیر والمفسرین۔ ص ۲۰۶-۲۰۷۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیر بحر العلوم کے متعلق حاجی خلیفہ فرماتے ہیں :

"ابو اللیث نصر بن محمد الفقیہ السمر قندی کی تفسیر نہایت عمدہ ہے۔ جس کی احادیث کی تخریج شیخ زین الدین قاسم بن قطلو بغا ف ۸۹۹ھ نے کی ہے"[۱]

یہ کتاب ابھی تک زیورِ طباعت سے آراستہ نہیں ہوئی۔ اس کی اشد ضرورت ہے کہ کوئی طالب علم اس کی تحقیق کر کے اسے اہلِ علم لوگوں کے سامنے پیش کرے۔ یہ القاہرہ میں موجود ہے۔ ڈاکٹر محمد حسین الذہبی نے اس تفسیر سے استفادہ کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں :

"یہ تین بڑی جلدوں میں مخطوط کی صورت میں دار الکتب العربیہ میں موجود ہے۔ اس کے مکتبۃ الازہر میں دو نسخے موجود ہیں۔ میں نے اس تفسیر کو پڑھا ہے"

اس نے مجرد رائے سے تفسیر بیان کرنے کی حرمت کے متعلق لکھا ہے :

"میں نے دیکھا کہ اس کا مؤلف تفسیر سلف سے بیان کرتا ہے۔ جس میں صحابہؓ تابعین اور بعد کے لوگوں سے بیان کرتا ہے۔ اسناد کی طرف اس کی توجہ بہت کم ہے۔ اور عام طور پر روایات پر جرح و تعدیل بھی نہیں کرتے۔ لیکن یہ کتاب تفسیر بالروایۃ اور درایۃ کا بہترین نمونہ ہے۔ جبکہ عقلی جانب پر نقلی جانب غالب ہے۔ اس لئے اس کو تفسیر بالماثور میں شمار کیا گیا ہے"[۲]

اس کتاب کے قلمی نسخوں کی موجودگی اور اس کے مؤلف کے اسناد ذکر نہ کرنے کو استاد عبدالعظیم الزرقانیؒ نے بھی اپنی کتاب میں بیان فرمایا ہے[۳]

الکشاف والبیان عن تفسیر القرآن للثعلبی :

مؤلف کتاب ابو اسحٰق احمد بن ابراہیم الثعلبیؒ نیشاپوری تھے۔ آپ عظیم قاری، مفسر قرآن اور واعظ تھے۔ اور بہت دیندار آدمی تھے[۴] ان کے متعلق ابن خلکانؒ فرماتے ہیں :

---

۱ ؎ حاجی خلیفہ مصطفیٰ ابن عبداللہ، کشف الظنون، ج ۱ ص ۱۴۴، مکتبۃ المثنیٰ بیروت ۱۳۸۰ھ ۱۹۶۱م۔

۲ ؎ محمد حسین الذہبی، التفسیر والمفسرون، ج ۱ ص ۲۲۵-۲۲۶۔

۳ ؎ محمد عبدالعظیم الزرقانی، مناہل العرفان فی علوم القرآن، ج ۱ ص ۴۹۷۔ دار الاحیاء للکتب العربیہ القاہرہ، الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۷۲ھ۔

۴ ؎ محمد حسین الذہبی، التفسیر والمفسرون، ج ۱ ص ۲۲۷۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"آپ یگانۂ روزگار تھے۔ آپ نے اتنی بڑی تفسیر لکھی جو دیگر تفاسیر پر فوقیت رکھتی ہے"[1]

یاقوت حمویؒ فرماتے ہیں:

"ثعلبیؒ ایک عظیم قاری، مفسر، واعظ، ادیب، ثقہ، حافظ اور صاحبِ تصانیف تھے"[2]

ابن الاثیرؒ آپ کی نسبت کے متعلق فرماتے ہیں:

"ان کو ثعلبی اور ثعالبی دونوں طرح سے یاد کیا جاتا ہے"[3]

آپ نے ابو طاہر بن خزیمہؒ اور ابو بکر بن مہرانؒ قاری سے کسبِ فیض حاصل کیا۔ آپ کے تلامذہ میں ابوالحسن الواحدی شامل ہے۔ آپ کا انتقال ۴۲۷ھ میں ہوا[4]

یہ تفسیر قلمی صورت میں سورۃ الفرقان تک مکتبۃ الازہر میں موجود ہے، باقی مفقود ہے۔ محمد علی الصابونی نے یہی بیان کیا ہے[5]

ان کی تفسیر کے متعلق امام ابن اثیرؒ فرماتے ہیں کہ وہ دیگر تفاسیر پر فوقیت رکھتی ہے[6]

ڈاکٹر محمد حسین الذہبی اس کتاب کے مطالعہ کے بعد اس کے متعلق یوں رقمطراز ہیں:

"اس کتاب کو میں نے دیکھا کہ قرآن کی تفسیر سلف سے ہے۔ اگرچہ اسناد کا اختصار ہے، چونکہ مقدمہ کتاب میں اُن کا ذکر کر دیا ہے۔ کتاب میں مسائلِ نحویہ کا ذکر بھی ہے۔ بعض اوقات الفاظ کی تشریح لغت سے کرتا ہے، عربی اشعار سے بھی،

۱ـ ابن خلکان ابوالعباس احمد بن محمد، وفیات الاعیان، ج ۱ ص ۷۹، دار صادر، بیروت ۱۳۹۸ھ / ۱۹۷۸ء (۸ جلد)

۲ـ یاقوت حموی، معجم الادباء، ج ۵ ص ۳۷، مکتبہ عیسی البابی الحلبی مصر۔

۳ـ ابن الاثیر، عزالدین ابوالحسن علی بن محمد، اللباب فی تہذیب الانساب، ج ۱ ص ۱۹۴ مکتبۃ القدسی القاہرۃ ۱۳۵۷ھ

۴ـ معجم الادباء، ج ۵، ص ۳۶، ۳۸

ابوالفلاح عبدالحی بن العماد الحنبلی، شذرات الذہب فی خبر من ذہب، ج ۳، ص ۲۳۰، ۲۳۱ - دار الافاق جدیدہ بیروت۔

۵ـ محمد حسین الذہبی التفسیر والمفسرون، ج ۱ ص ۲۲۹ - الصابونی، التبیان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۱۸۷-

۶ـ ابن الاثیر، اللباب، ج ۱، ص ۱۹۴ -

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استشہاد کرتا ہے۔ اس میں فقہ کے احکام بھی ہیں۔ کتاب میں کئی علمی پہلوؤں پر گفتگو ہے۔ قریب تھا کہ یہ کتاب تفسیر بالماثور کے دائرہ سے نکل جاتی۔ کیونکہ بعض اوقات اسرائیلیات کو بغیر کسی تبصرہ کے بیان کیا گیا ہے۔"[1]

یاقوت حموی فرماتے ہیں :

آپ کی تفسیر انواع واقسام کے معنی واسرار کی جامع ہے۔ اس میں اعراب و قرات کے بارے میں شاندار مباحث ہیں[2]

امام ابن تیمیہؒ نے اس تفسیر کے متعلق فرمایا :

الثَّعْلَبِيُّ هُوَ فِي نَفْسِهِ فِيهِ خَيْرٌ وَدِينٌ وَكَانَ حَاطِبَ لَيْلٍ يَنْقُلُ مَا وَجَدَ فِي كُتُبِ التَّفْسِيرِ مِنْ صَحِيحٍ وَضَعِيفٍ وَمَوْضُوعٍ[3]

"ثعلبی خود دیندار اچھے آدمی ہیں۔ لیکن وہ حاطب لیل تھے۔ کتب تفسیر میں جو صحیح ضعیف اور موضوع روایات ملتی ہیں، ان کو نقل کر دیتے ہیں۔

معالم التنزیل للبغویؒ :

حسین بن مسعود بن محمد بن الفراءؒ کی کنیت ابو محمد تھی[4] آپ الفراء یا ابن الفراء کے نام سے مشہور ہیں[5] ابن خلکانؒ کے مطابق آپ کا لقب ظہیر الدین ہے[6] صرف یاقوت حمویؒ

---

[1] محمد حسین الذہبی، التفسیر والمفسرون، ج ۱، ص ۲۲۸، ۲۲۹۔

[2] معجم الادباء، ج ۵، ص ۳۷۔

[3] ابن تیمیہ، احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام، مقدمہ فی اصول التفسیر ص ۲۲، المکتبۃ العلمیۃ لاہور ۱۳۸۵ھ۔

[4] ابن العماد۔ ابو الفلاح عبد الحی۔ شذرات الذہب فی اخبار من الذہب، ج ۴، ص ۴۸-۴۹ المکتبۃ القدسی القاہرہ ۱۳۵۵ھ۔

عبد العزیز محدث، بستان المحدثین، ص ۱۳۶۔ ایچ۔ ایم کمپنی کراچی۔ الطبعۃ الاولیٰ ۱۹۷۶ء۔

[5] الحسینی، ابوبکر بن ہدایۃ اللہ۔ طبقات ابن نقیبہ، ص ۲۰۱، دار الفکر الجدیدہ۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام ج ۱، ص ۸۹۳۔ لیڈن لندن، جدید ایڈیشن ۱۹۶۰ء۔

[6] ابن خلکان، ابو العباس شمس الدین احمد بن محمود۔ وفیات الاعیان وانباء ابناء الزمان ج ۲ ص ۱۳۶۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ کی پیدائش ۴۳۳ھ لکھتے ہیں[۱] اکثر مصادر میں آپ کی وفات ۵۱۶ھ مروالرفد میں ہے[۲]
آپ مفسر، محدث اور فقیہ ہونے کے لحاظ سے مشہور تھے۔ اور آپ کو کہا جاتا "بحر فی العلم" یعنی (علم کا سمندر) ہے[۳] آپ ہمیشہ باوضو ہو کر پڑھاتے[۴] آپ صائم النہار اور قائم اللیل تھے۔
آپ کے کئی اُستاد ہیں۔ سب سے مشہور ابو علی الحسینؒ بن محمدّ بن احمد المروزی الشافعی ف ۴۶۲ھ ہیں جو کہ شیخ خراسان کے نام سے مشہور ہیں[۶] دوسرے مشہور استاد جن سے شرح السنۃ میں بہت سی روایات ہیں۔ ابو عمر عبدالواحد بن احمد الہروی ف ۴۶۳ھ ہیں[۷] محمودؒ الفارسی نے آپ کے شاگردوں کی تعداد چار سو بتائی ہے، جو بڑے علماء ثابت ہوئے[۸] ان میں سے مشہور ابو الفتوح محمد بن محمد الطائی الہمدانی ف ۵۵۵ھ۔ صاحب الأربعین فی ارشاد السالکین الی منازل المتقین ہیں[۹] آپ کی

---

۱ الحموی، شہاب الدین ابو عبداللہ۔ یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان، ج ۱، ص ۱۳۶ (۵ جلد) دار صادر بیروت ۱۹۵۶ء۔

۲ الذہبی۔ تذکرہ، ج ۴، ص ۵۲۔

ابن العماد۔ شذرات، ج ۴، ص ۴۸، دار الآفاق الجدیدۃ بیروت۔

ابن کثیر، ابو الفداء اسماعیل، البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۲، ص ۱۹۳، مکتبۃ المعارف، بیروت، ۱۹۷۷ء

الصفدی صلاح الدین خلیل بن ایبک۔ الوافی بالوفیات ج ۱۳، ص ۶۳، مرکز الطباعۃ الحدیثۃ بیروت ۱۹۸۴ء۔

۳ ابن کثیر۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۴، ص ۲۴۵۔ ابن خلکان، وفیات، ج ۲، ص ۱۳۶۔
السبکی۔ ابو نصر تاج الدین بن عبدالوہاب بن تقی الدین الطبقات الشافعیۃ، ج ۴، ص ۲۱۴۔ القاہرہ ۱۹۰۶ء۔

۴ ابن خلکان۔ وفیات الأعیان، ج ۲، ص ۱۳۶ ۵ عبدالعزیز، بستان المحدثین، ص ۱۳۶۔

۶ الذہبی۔ تذکرہ، ج ۴، ص ۵۲۔

۷ ابن نقطہ، ابوبکر محمد بن عبدالغنی، کتاب التقیید لمعرفۃ روایۃ السنن والمسانید ج ۱، ص ۳۰۵-۳۰۶-۱۵۷-۱۵۸۔ دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدر آباد۔ الطبعۃ الاولی ۱۹۸۳ء۔

۸ محمود بن احمد بن محمد الفارسی۔ اسماء الرجال المصابیح، ص ۲۳ (مخطوط سعودی عرب)

۹ الذہبی۔ تذکرہ، ج ۴، ص ۵۲۔ السبکی۔ الطبقات الشافعیۃ، ج ۴، ص ۱۰۱، ۲۱۵۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئی تصانیف ہیں۔ جن میں معالم التنزیل[1]، مصابیح السنۃ، شرح السنۃ اور التہذیب فی الفقہ زیادہ مشہور ہیں[2]۔

"معالم التنزیل" بڑی مشہور تفسیر ہے[3] امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

تَفْسِيْرُ الْبَغَوِيِّ تَفْسِيْرٌ مُخْتَصَرٌ مِنَ الثَّعْلَبِيِّ لٰكِنَّهٗ صَانَ تَفْسِيْرَهٗ عَنْ اَحَادِيْثِ الْمَوْضُوْعِ وَالْاٰرَاءِ الْمُبْتَدِعَةِ[5]

"تفسیر بغوی تفسیر ثعلبی سے مختصر ہے لیکن انہوں (البغویؒ) نے اس تفسیر کو موضوع احادیث اور بدعتی آراء سے مبرا رکھا ہے"

تاج الدینؒ ابونصر عبدالوہاب بن محمد الحسینی ف ۸۷۵ھ نے اس کتاب کا اختصار لکھا ہے[6]

آپ نے اپنی تفسیر کے شروع میں ماخذ و مراجع کا ذکر کیا ہے[7] اس کے بعد ایک فصل فضائل قرآن اور پھر تفسیر بالرای بیان کرنے والوں کی بیان فرمائی ہے[8]۔ آپ کی تفسیر میں قرآن و حدیث صحابہ تابعین اور مستند روایات کو بیان کیا گیا جیسا کہ الخازن نے ذکر کیا ہے[9] بعض اوقات آپ نے بھی اسرائیلی روایات بیان کی ہیں[10]

المختصر یہ تفسیر کتب تفسیر بالماثور میں بہت اہم ہے۔

۱۔ حاجی خلیفہ مصطفیٰ بن عبداللہ، کشف الظنون، ج ۲، ص ۱۷۲۶، مکتبۃ المثنیٰ۔ بیروت ۱۹۷۲ء۔

۲۔ مطبوعۃ القاہرہ (معالم التنزیل شائع ہو چکی ہے) دو دفعہ شائع ہو چکی ہے۔

۳۔ مؤسسۃ الرسالۃ بیروت ۱۴۰۳ھ (۱۶ جلدوں میں شائع ہو چکی ہے)۔

۴۔ ابن کثیر۔ البدایۃ والنہایۃ، ج ۱۲، ص ۱۹۳ - (مخطوطہ ہے)

۵۔ ابن تیمیہ، مقدمہ فی اصول التفسیر، ص ۲۲۔

۶۔ حاجی خلیفہ۔ کشف الظنون، ج ۲، ص ۲۸۵ - حریری۔ تاریخ تفسیر و المفسرین، ص ۲۱۵۔

۷۔ البغوی حسین بن مسعود، معالم التنزیل، ج ۱ ص ۴، ۶ (اتیر مکمل) دار الفکر القاہرہ ۱۹۷۹ء۔

۸۔ ایضاً۔ ص ۸ - ۱۵۔

۹۔ الخازن، علاء الدین علی بن محمد، تفسیر الخازن۔ المسمی بالباب التاویل فی معانی التنزیل، ج ۱ ص ۳ - دار الفکر القاہرہ ۱۹۷۹ء۔

۱۰۔ البغوی معالم التنزیل۔ ج ۳، ص ۲۷۳، ۲۷۵، ج ۶ ص ۵۶، ۵۸ (دونوں اسرائیلی روایات کی مثالیں)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المحرر الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز لابن عطیہ :

ابو محمد عبدالحق بن غالب بن عطیۃ الاندلسی المغربی الغرناطی الحافظ القاضی ۴۸۱ھ میں پیدائش اور ۵۴۶ھ میں فوت ہوئے [1] آپ بڑے ذہین فقیہہ، عالم حدیث، لغوی ادیب اور شاعر تھے [2] آپ نے اپنے والد سے روایت کیا۔ ابو علی غسانی العمری بھی آپ کے استاد تھے۔ ان کے شاگردوں میں ابو بکر بن ابی حمزہ، ابوالقاسم بن حبیش اور ابو جعفر بن عضاء شامل ہیں [3] آپ کی تفسیر کے متعلق ابو حیان فرماتے ہیں کہ:

"تنقیح اور تحریر کے لحاظ سے ان کی تفسیر کا پایہ بہت بلند ہے" [4]

اور ابن خلدون نے لکھا کہ:

"ان کی تفسیر دیار مغرب و اندلس میں نہایت مقبول و مستحسن خیال کی جاتی ہے" [5]

ابو حیان نے اپنی تفسیر البحر المحیط میں اس تفسیر کو زمخشری کی تفسیر سے زیادہ جامع اور غیر صحیح مواد سے پاک قرار دیا ہے [6]

امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ:

وتفسیر ابن عطیّۃ وأمثالہ أتبع للسنّۃ والجماعۃ وأسلم من البدعۃ من تفسیر الزمخشری [7]

"ابن عطیہ اور ان جیسے لوگوں کی تفسیر سنت اور اہل سنت کے زیادہ موافق ہے اور یہ زمخشری کی تفسیر کی نسبت بدعت سے زیادہ محفوظ ہے"

---

[1] محمد حسین الذہبی۔ التفسیر والمفسرون، ج ۱ ص ۲۳۸۔

[2] ایضاً۔ ص ۲۳۹

[3] ایضاً۔

[4] ابو حیان اثر الدین ابو عبداللہ محمد بن یوسف۔ البحر المحیط، ج ۱ ص ۹، مکتبۃ النصر الحدیثۃ الریاض۔

[5] ابن خلدون۔ عبدالرحمٰن (مقدمہ) ص ۴۴۰۔ مؤسسۃ الاعلمی بیروت۔

[6] ابو حیان، البحر المحیط، ج ۱، ص ۱۰۔

[7] ابن تیمیہ۔ الفتاوی، ج ۱۳۔ ص ۳۶۱۔ الریاض۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد حسین الذہبی نے اس کا نسخہ دار الکتب المصریہ میں دیکھا اور پڑھا ہے۔ اور اس کے انداز نگارش کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ وہ ابن جریر الطبری سے نقل کرتا ہے۔ اور اشعار عربی اور لغت عرب سے بھی عبارتوں کو مزین کرتا ہے۔[1]

تفسیر القرآن العظیم:

عماد الدین ابو الفداء اسمٰعیل بن عمرو بن کثیر الشافعیؒ ۷۰۰ھ میں پیدا ہوئے[2] آپ کے اساتذہ میں ابن الشحنہ، الآمدی، ابن عساکر، حافظ المزی اور امام ابن تیمیہؒ شامل ہیں[3] آپ کی شادی بھی حافظ المزی کی بیٹی سے ہوئی[4]

الداؤدی کے مطابق "وَكَانَ قُدْوَةَ الْعُلَمَاءِ وَالْحُفَّاظِ وَعُمْدَةَ أَهْلِ الْمَعَانِي وَالْأَلْفَاظِ"[5]

حافظ ابن حجرؒ نے اور دیگر لوگوں نے آپ کے متعلق بہت تفصیل سے لکھا ہے۔
اِشْتَغَلَ بِالْحَدِيثِ وَجَمَعَ التَّفْسِيرَ وَشَرَعَ فِي كِتَابٍ كَبِيرٍ فِي الْأَحْكَامِ۔
صاحب شذرات الذہب فرماتے ہیں کہ:

كَانَ كَثِيرَ الْاِسْتِحْضَارِ قَلِيلَ النِّسْيَانِ جَيِّدَ الْفَهْمِ[6]

"صاحب حافظہ، کم نسیان، بہتر سوجھ بوجھ والے تھے" آپ کی وفات ۷۷۴ھ میں ہوئی[7]
تفسیر ابن کثیر قرآن مجید کی نہایت اہم تفاسیر میں سے ایک ہے۔ اس کتاب کا درجہ تفسیر الطبری

---

[1] محمد حسین الذہبی۔ التفسیر والمفسرون۔ ج ۱، ص ۲۴۰۔
[2] ایضاً۔ ص ۲۴۲۔
[3] ایضاً
[4] ایضاً۔
[5] الداؤدی۔ طبقات المفسرین۔ ص ۳۲۷، بحوالہ محمد حسین الذہبی، التفسیر المفسرون ۲۴۲۔
[6] ابن حجرؒ۔ الدرر الکامنۃ، ج ۱، ص ۳۷۳۔
[7] شذرات الذہب، ج ۶، ص ۲۳۱، بیروت۔
[8] محمد حسین الذہبی التفسیر والمفسرون، ج ۱، ص ۲۴۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بعد سمجھا جاتا ہے۔ اس تفسیر کا مؤلف پہلے تفسیر القرآن بالقرآن کرتا ہے۔ پھر بالحدیث اور پھر اقوالِ سلف کو لاتا ہے۔ اس تفسیر کے شروع میں ایک مبسوط مقدمہ ہے۔ لیکن بقول محمد حسین الذہبی اس کا اکثر حصہ انھوں نے اپنے استاد ابنِ تیمیہؒ سے ہی بیان کیا ہے[۵۱]

جرح وتعدیل کا بھی اس کتاب میں خیال رکھا گیا ہے۔ مثال کے طور پر جب وہ سورۂ بقرہ کی آیۂ مبارکہ (وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ)[۵۲] کو بیان کرتے ہیں۔ تو اس کے راوی ابومعشر نجیح بن عبدالغنی المدنی کو ضعیف قرار دیتے ہیں[۵۳]

محمد بن جعفر الکتانی اس تفسیر کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

فَاِنَّهٗ مَشْحُوْنٌ بِالْاَحَادِيْثِ وَالْاٰثَارِ بِاَسَانِيْدِ مُخَرِّجِهَا مَعَ الْكَلَامِ عَلَيْهَا صِحَّةً وَضُعْفًا[۵۴]

"اس تفسیر میں احادیث اور آثار مع اسانید بہت ہیں۔ اور ان پر صحت اور ضعف کے لحاظ سے کلام کیا بھی گیا ہے۔"

اس اہم تفسیر کو دو مشہور مستشرق سپرنگر اور گولڈ زیہر بالکل نظر انداز کر گئے ہیں[۵۵] یہ کتاب کئی بار شائع ہو چکی ہے۔ محمد علی الصابونی نے اس کا اختصار بھی لکھا ہے۔

۸۔ الجواہر الحسان فی تفسیر القرآن۔ للثعالبی

مؤلفِ کتاب کے بارے محمد حسین الذہبی لکھتے ہیں کہ ابوزید عبدالرحمٰن بن محمد بن مخلوق الثعالبی

---

۵۱ محمد حسین الذہبی، ج ۱، ص ۲۴۴۔

۵۲ قرآن۔ سورۃ البقرۃ۔ ۱۸۵۔

۵۳ ابوالفدا اسماعیل۔ ابنِ کثیر۔ تفسیر القرآن العظیم (۱) سہیل اکیڈمی۔ لاہور۔ (۲۱۶)

۵۴ الکتانی، محمد بن جعفر، الرسالۃ المستطرفۃ، ص ۱۹۵۔ دارالفکر دمشق، الطبعۃ الثانیہ ۱۹۶۴ء۔

۵۵ احمدون ڈنفر، علوم القرآن، ص ۱۳۸۔ اسلامک فاؤنڈیشن برطانیہ۔
(گولڈ زیہر کی کتاب۔ مذاہب التفسیر الاسلامی میں کہیں بھی اس کا ذکر نہیں۔ بلکہ ابنِ کثیر کو صرف ایک جگہ بطور مؤرخ ذکر کیا ہے۔ مذاہب التفسیر، ص ۱۰۲۔ القاہرہ۔
اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ مستشرقین کے سرسبز گل کی علمی حیثیت کیا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الجزائری المغربی مالکی المذہب تھے۔

ابن سلامہ البکری فرماتے ہیں کہ

"ہمارے شیخ الثعالبی بہت نیک، عالم، زاہد، عارف اور بڑے اولیاء میں سے تھے وہ طلب علم میں الجزائر، تیونس اور مصر بھی گئے۔ ان کی عظمت کو ان کے ہم عصر بھی تسلیم کرتے تھے۔ کسی نے کہا کہ اَنْتَ اٰیَۃٌ فِیْ عِلْمِ الْحَدِیْثِ (آپ علم حدیث میں ایک علامت ہیں)

ان کی کتب میں اس تفسیر کے علاوہ الذہب الابریز فی غرائب القرآن العزیز" تحفۃ الاخوان فی اعراب بعض آیات القرآن" اور جامع الأمہات فی أحکام العبادات شامل ہیں۔[۱]

آپ کی وفات ۸۷۶ھ کو الجزائر میں ہوئی[۲] الجواہر الحسان الجزائر سے چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔ اس کا ایک قلمی نسخہ دار الکتب المصریہ میں ہے اور دوسرا المکتبۃ الازہریۃ میں ہے[۳] اس کتاب کے مؤلف نے خود لکھا ہے کہ یہ کتاب تفسیر ابن عطیۃ کا اختصار ہے جس میں بعض اضافے ہیں۔ دیگر مفسرین الطبری وغیرہ سے بھی نقل کیا ہے۔ اسی طرح صحیح بخاری، صحیح مسلم کے علاوہ سنن ابی داؤد، ترمذی، الترغیب والترہیب، التذکرۃ للقرطبی، العاقبۃ لعبد الحق اور مصابیح السنۃ للبغوی سے بھی بھرپور استفادہ کیا گیا ہے[۴]

مؤلف نے بعض اسرائیلی روایات بھی نقل کی ہیں۔ لیکن ان پر تعاقب بھی کرتے ہیں۔ مثلاً سورۃ النمل کی آیت نمبر ۲۸ وَتَفَقَّدَ الطَّیْرَ فَقَالَ مَا لِیَ لَآ اَرَی الْھُدْھُدَ اَمْ کَانَ مِنَ الْغَآئِبِیْنَ ۝ کے تحت بعض اسرائیلی روایات بھی نقل کی ہیں۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ کا صَحَّ مِنْ ذٰلِکَ[۵]۔ یہ تفسیر نہایت معتبر ہے۔

۹۔ الدر المنثور فی التفسیر الماثور للسیوطی:

الدر المنثور کے مؤلف ـــ ابو الفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی شافعی المسلک ۸۴۹ھ

۱۔ محمد حسین الذہبی، التفسیر والمفسرون، ج ۱، ص ۲۴۷۔

۲۔ السخاوی، محمد بن عبدالرحمٰن ـ الضوء اللامع لأہل القرن التاسع ج ۴، ص ۱۵۲۔ مکتبۃ الحیات۔ بیروت۔

۳۔ غلام احمد حریری۔ تاریخ التفسیر والمفسرین ص ۲۲۶۔

۴۔ محمد حسین الذہبی۔ التفسیر والمفسرون ج ۱ ص ۲۵۰۔

۵۔ ایضاً، ج ۱، ص ۲۴۸، ۲۵۰، ۲۶ الثعالبی الجواہر الحسان، ج ۳ ص ۱۵۹ بحوالہ محمد حسین الذہبی، التفسیر والمفسرون ص ۲۵۱۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پیدا ہوئے [49] ۵ سال یا ۶ سال کی عمر میں والد کا انتقال ہو گیا۔ قرآن مجید ۸ سال کی عمر میں حفظ کیا [50] آپ کے شاگرد علامہ داؤدیؒ کے مطابق سیوطیؒ کے اساتذہ کی تعداد اکیاون (۵۱) ہے [51] آپ کا حافظہ بہت زیادہ تھا۔ آپ نے ۵۰۰ سے زائد کتب تالیف کیں [52] قرآن سے متعلق آپ کی تصنیف "الاتقان فی علوم القرآن" ہے [53]۔ آپ نے علوم دینیہ کے ہر فن پر کتاب لکھی۔ خود فرماتے ہیں :

وَرُزِقْتُ التَّبَحُّرَ فِي سَبْعَةِ عُلُوْمٍ : التَّفْسِيْرِ وَالْحَدِيْثِ، وَالْفِقْهِ وَالنَّحْوِ وَالْمَعَانِيْ وَالْبَيَانِ وَالْبَدِيْعِ عَلٰى طَرِيْقَةِ الْعَرَبِ وَالْبُلَغَاءِ لَا عَلٰى طَرِيْقَةِ الْعَجَمِ وَاَهْلِ الْفَلْسَفَةِ [54]

یعنی مجھے سات علوم میں ادراک حاصل ہے تفسیر، حدیث، فقہ، نحو، معانی، بیان، بدیع عرب اور بلغاء کے طریقہ پر نہ کہ عجم اور اہل فلسفہ کے طریقہ پر۔

آپ کا انتقال جمعہ کی صبح ۹۱۱ھ میں ہوا [55] الدر المنثور کو الکتانی نے ان تفاسیر میں شامل کیا ہے جن میں احادیث ہیں [56]

امام سیوطیؒ خود اس تفسیر کے متعلق فرماتے ہیں کہ :

وَقَدْ جَمَعْتُ كِتَابًا مُسْنَدًا فِيْهِ تَفَاسِيْرُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالصَّحَابَةِ فِيْهِ عَشَرُ اَلْفِ حَدِيْثٍ مَا بَيْنَ مَرْفُوْعٍ وَمَوْقُوْفٍ وَقَدْ تَمَّ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ فِيْ اَرْبَعِ مُجَلَّدَاتٍ وَسَمَّيْتُهُ تَرْجُمَانَ الْقُرْاٰنِ [57]

---

۵۱ محمد حسین الذہبی، التفسیر والمفسرون، ج ۱، ص ۲۵۱۔

۵۲ ایضاً۔ ۵۳ حریری۔ ص ۲۲۹

۵۴ محمد حسین الذہبی، ج ۱، ص ۲۵۲۔

۵۵ طبع مطبعۃ الازہر مصر، الطبعۃ الثانیۃ ۱۹۲۵ء / ۱۳۴۳ھ۔

۵۶ السیوطی، طبقات المفسرین، ص ۱۲ (مقدمہ محقق) علی محمد عمر مکتبۃ القاہرہ ۱۹۷۶ء۔

۵۷ محمد حسین الذہبی۔ التفسیر والمفسرون ص ۲۵۲

۵۸ الکتانی، محمد بن جعفر، الرسالۃ المستطرفۃ، ص ۱۹۵۔

۵۹ السیوطی۔ الاتقان فی علوم القرآن، ج ۲۔ ص ۱۸۳۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"میں نے ایک مسند کتاب لکھی ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ سے مستند تفسیر بیان کی ہے۔ مرفوع اور موقوف دس ہزار احادیث پر مشتمل ہے۔ اللہ کے فضل سے وہ کامل ہوگئی وہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ میں نے اس کا نام ترجمان القرآن رکھا ہے۔"

اور اس ترجمان القرآن کا اختصار خود سیوطیؒ نے الدر المنثور کی صورت میں کیا ہے۔ اسانید کو حذف کر دیا ہے۔ اس میں صرف متن پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اور جس کتاب سے روایت لی گئی اس کا ذکر کیا گیا ہے[1]

سیوطیؒ نے "الاتقان" میں ایک تفسیر المسمیٰ مجمع البحرین و مطلع البدرین کا ذکر کیا ہے۔ جس کا "الاتقان" کو مقدمہ قرار دیا ہے[2] لیکن مجمع البحرین کا الدر المنثور کے ساتھ کوئی تعلق معلوم نہیں ہوتا۔ وہ اور طرز کی ہے۔

ان کی یہ تفسیر کیونکہ روایات پر مشتمل ہے۔ اس لئے اس کو ادھر شامل کیا گیا ہے اس میں رائے کو بالکل بھی دخل حاصل نہیں۔ سیوطیؒ نے چونکہ ہر موضوع پر لکھا ہے اس لئے صحت کا التزام کم ہی کیا ہے۔ یہ تفسیر سات جلدوں میں شائع ہو چکی ہے۔

۱۰۔ فتح القدیر للشوکانیؒ:

محمد بن علی بن محمد بن عبداللہ الشوکانیؒ ۱۱۷۳ھ میں پیدا ہوئے۔ دس سال کی عمر سے قبل ہی قرآن مجید حفظ کر لیا۔ پھر بڑے بڑے شیوخ سے ملے[3] آپ نے ان علمائے دین کی کتب سے استفادہ کیا۔ جن میں صحیحین، علم المصطلح اصول فقہ اور بحر زخار وغیرہ شامل ہیں۔ شیخ عبدالقادر بن احمد سے الصحیحین پڑھی[4]

جب آپ خود پڑھتے تھے تو ساتھ پڑھاتے بھی تھے۔ بعض کتب تراجم والے آپ کے متعلق کہتے ہیں کہ مفسر، محدث، فقیہ، اصولی، مؤرخ، ادیب، نحوی، منطقی، متکلم، حکیم[5] تھے۔

---

[1] السیوطی۔ الدر المنثور۔ ج ۱ ص ۲۔ بحوالہ محمد حسین الذہبی۔ ج ۱ ص ۲۵۲، ۲۵۳۔

[2] السیوطی۔ الاتقان۔ ج ۲۔ ص ۱۹۰۔

[3] محمد بن علی الشوکانی البدر۔ الطالع جلد ۲ ص ۲۱۰ مطبعۃ السعادۃ مصر ۱۳۴۸ھ۔

[4] البدر الطالع، ج ۱۔ ص ۵۳۔

[5] عمر رضا معجم المؤلفین ج ۱۱ ص ۵۳ مطبعۃ الشرقی۔ دمشق ۱۹۶۰ء۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے جامد تقلید، بدعات وخرافات اور مسلمانوں کے زوال کے اسباب پر قلم اٹھایا۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ شہروں پر عذاب کا سبب اور مسلمانوں پر دشمنوں کا غلبہ ان کے معاصی اور فسق وفجور ہیں۔ جن کی وجہ سے ان پر ان کے دشمن مسلط ہوگئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ:

فَقَدْ سَلَّطَ اللّٰهُ عَلٰى أَهْلِهِ مِنْ عَدُوِّهِمْ عُقُوْبَةً لَهُمْ حَيْثُ لَمْ يَنْتَهُوْا مِنَ الْمُنْكَرَاتِ وَلَمْ يَحْرِصُوْا عَلَى الْعَمَلِ بِالشَّرِيْعَةِ الْمُطَهَّرَةِ كَمَا وَقَعَ مِنْ تَسْلِيْطِ الْخَوَارِجِ ثُمَّ تَسْلِيْطِ الْقَرَامِطَةِ وَالْبَاطِنِيَّةِ ثُمَّ تَسْلِيْطِ التُّرْكِ وَالْفَرَنْجِ وَنَحْوِهِمْ [1]

"جب یہ لوگ برے کاموں سے نہ رکتے تھے اور نہ شریعت مطہرہ پر عمل کرتے تھے تو ان کو سزا دینے کے لئے ان پر دشمن مسلط کر دیئے گئے۔ خارجی مسلط ہوگئے۔ پھر قرامطہ والے مسلط ہوگئے۔ اور باطنیہ فرقے کے لوگ مسلط ہوئے۔ پھر ترک اور فرنگی قسم کے لوگ مسلط ہوگئے۔"

آپ نے اصلاح عقیدہ پر بہت سی کتب تصنیف کیں۔ آپ کی غیر مطبوعہ ۱۸۹ کتب کے نام ملتے ہیں جبکہ مطبوعہ (۳۰) آٹھ تصنیف کا پتا چلتا ہے [2]

آپ کا انتقال ۱۲۵۰ھ میں ہوا [3]

امام شوکانیؒ اپنی تفسیر میں عام طور پر اس انداز سے تفسیر بیان کرتے ہیں:

۱۔ فضائل صورت
۲۔ القراءة
۳۔ اللغتہ
۴۔ الاعراب
۵۔ اسباب النزول
۶۔ النسخ
۷۔ المعنی الاجمالی
۸۔ الأحکام المستنبطة من الآیة
۹۔ الأحادیث النبویة و آثار الصحابة

[1] الشوکانی، الدواء العاجل ص ۶۵، بحوالہ الشوکانی مفسرا، ص ۶۳۔
[2] محمد حسین بن احمد۔ الامام الشوکانی مفسرا، ص ۸۲۔۹۸۔
[3] الکتانی۔ الرسالة المستطرفة۔ ص ۱۵۲۔
[4] الشوکانی مفسرا۔ ص ۱۴۹۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی صفات کے متعلق اُن کا سلف الصالحین کا مذہب ہی ہے [۱]

امام شوکانیؒ چونکہ متاخرین میں سے ہیں۔ اس لئے اپنی تفسیر میں دیگر تفاسیر کا بھی ذکر کرتے ہیں، معتزلہ سے زمخشری کا ذکر کرتے ہیں اور پھر بعد میں اس کا رد کرتے ہیں۔ انھوں نے اس میں جن تفاسیر کو سامنے رکھا ہے، ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں :۔

تفسیر الطبری (ف ۳۱۰ھ) تفسیر ابن عطیہ (ف ۵۴۰ھ) الجامع لأحکام القرآن المعروف تفسیر القرطبی ابو عبداللہ محمد بن احمد (ف ۶۷۱ھ) ۔ تفسیر ابن کثیر (ف ۷۷۴ھ) تفسیر ابی حیان ابی عبداللہ محمد بن یوسف بن علی الأندلسی (۶۵۴ - ۷۴۵ھ) الدر المنثور للسیوطی (ف ۹۱۱ھ) [۲]

بعض احادیث جو کہ حضرت علیؓ کے فضائل میں سے ہیں۔ اُن کے ضعف کے باوجود اُن کے بارے میں امام شوکانیؒ خاموش ہو جاتے ہیں۔ شاید مصلحت کا تقاضہ تھا [۳]

مجموعی طور پر تفسیر فتح القدیر قدیم و جدید نظریات کا اچھا نمونہ ہے۔

تفسیر بالرّأی

تفسیر بالرّائی سے مراد قرآن کی اجتہاد سے تفسیر بیان کرنا ہے۔ رائے اجتہاد کے معنی میں ہے، رائے کا لفظ قیاس کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے [۴] بعض نے تفسیر بالرّائی سے مراد ایسی تفسیر لی ہے۔ جس میں مفسّر قرآن معنی کے بیان میں اپنے فہم خاص اور مجرد رائے سے استنباط

---

[۱] الشوکانی، فتح القدیر، ج ۲، ص ۲۱۱، دار الفکر بیروت، لبنان ۱۹۸۳ء۔

قولہ ثم استوی علی العرش ۔ قد اختلف العلماء فی معنی ھذا علی اربعة عشر قولا واحقها واولاها بالصواب مذھب السلف الصالح انہ استوٰی سبحانہ علیہ بلا کیف بل علی الوجہ الذی یلیق بہ مع تنزھہ عما لا یجوز۔

[۲] الشوکانی مفسرا۔ ص ۱۰۷، ۱۱۲

[۳] المصدر السابق ص ۳۲۴، ۳۲۶

[۴] محمد حسین الذہبی، التفسیر والمفسرون۔ ج ۱، ص ۲۵۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہے[۵۱] اِن دونوں طریقوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رائے اور قیاس کو اگر شریعت کے تابع رکھا جائے تو اس سے شریعت کی رُوح متاثر نہیں ہوتی بلکہ فائدہ ہوتا ہے۔ لیکن اگر رائے اور اجتہاد کو غلط طور پر استعمال کیا جائے تو یہ شریعت کی رُوح کے منافی ہے۔ اس کو اہلِ علم نے تفسیر بالرأی المحمود اور تفسیر بالرأی المذموم قرار دیا ہے[۵۲]

احمدون ڈنفر نے تفسیر بالرأی کی اس طرح وضاحت کی ہے:

Tafsir-bi-e-ray is not based directly on Transmission of Knowledge by the Pre-decessor, but on the use of reason and Ijtihad[۵۳]

ایسی تفسیر بالرأی جو اپنی مرضی سے کی جائے جس میں محض رائے ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ناجائز قرار دی ہے۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا:

مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِرَأْيِهِ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ[۵۴]

"جس نے اپنی مرضی سے قرآنِ مجید کی تفسیر بیان کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھے"

دُوسری روایت حضرت ابنِ عباسؓ سے ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے اس طرح سے فرمایا:

مَنْ قَالَ فِي الْقُرْآنِ بِغَيْرِ عِلْمٍ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ[۵۵]

"جس نے قرآنِ مجید کے متعلق علم کے بغیر بیان کیا۔ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں سمجھے"

اِس قسم کی تفاسیر اہلِ بدعت اور معتزلہ وغیرہ نے بیان کی ہیں۔ اگر تفسیر بالرأی کو غور و فکر سے

۵۱۔ مناع القطان، مباحث فی علوم القرآن، ص ۳۵۱

۵۲۔ استاد عبدالعظیم المعانی۔ احمد المندور، احکام من القرآن والسنۃ۔ ص ۱۲۔

۵۳۔ احمدون ڈنفر، علوم القرآن (انگلش)، ص ۱۳۲۔

۵۴۔ البغوی حسین بن مسعود، معالم التنزیل، ج ۱۔ ص ۱۳۔

۵۵۔ ایضاً۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیان کیا جاتے تو یہ دین کی خدمت ہے۔ اور ملحدین کے جواب بھی اس میں آتے ہیں۔ جدید علوم و فنون کے ذریعے جو نئے نئے موضوعات سامنے آئے، اس مکتبِ فکر کے حامل لوگوں نے ان کو اپنا موضوع بنایا، اور ایک متوازن نقطۂ نظر پیش کیا۔

مولانا محمد حنیف ندوی اس گروہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"اصحاب الرأی کی خدمات کا دائرہ بھی خاصا وسیع اور قابلِ قدر ہے۔ اس گروہ نے قرآن و سنت کے فقہی مضمرات کی نشاندہی کی۔ فکری اور کلامی نکتہ سنجیوں کو نکھارا اور تعبیر و تشریح کے دائروں میں وسعت و عمق پیدا کیا۔ یہ اس گروہ کا فیضان ہے کہ اسلام ایک مکمل اور منضبط نظریۂ حیات کی شکل میں مدون ہوا۔[۱]

امام ابن تیمیہؒ کا ارشاد اس سلسلہ میں نہایت مفید ہے: فَهٰذِهِ الْآثَارُ الصَّحِيحَةُ وَمَا شَاكَلَهَا عَنْ أَئِمَّةِ السَّلَفِ مَحْمُولَةٌ عَلٰى تَحَرُّجِهِمْ عَنِ الْكَلَامِ فِي التَّفْسِيرِ بِمَا لَا عِلْمَ لَهُمْ بِهِ، فَأَمَّا مَنْ تَكَلَّمَ بِمَا يَعْلَمُ مِنْ ذٰلِكَ لُغَةً وَشَرْعًا فَلَا حَرَجَ عَلَيْهِ[۲]

"ائمہ سلف سے یہ آثارِ صحیحہ جو منقول ہیں، اُن کا مطلب یہ ہے کہ ایسی تفسیر بیان کرنے میں حرج ہے۔ جو علم کے بغیر بیان کی گئی ہے، جہاں تک لغت اور شریعت پر مبنی تفسیر کا تعلق ہے اُس کے بیان کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔"

تفسیر بالرأی کی مشہور کتب

مناع القطان نے اس مدرسۂ فکر کی درج ذیل تفاسیر کا ذکر کیا ہے[۳]۔

۱۔ تفسیر ابی بکر عبدالرحمن بن کیسان۔ ف سنہ ۲۴۰ھ۔

۲۔ محمد بن عبدالوہاب۔ ف سنہ ۱۳۰۳ھ[۴]

---

[۱] محمد حنیف ندوی، مطالعہ قرآن، ص ۲۸۴۔ [۲] احمد ابنِ تیمیہ۔ مقدمہ فی اصول التفسیر، ص ۳۹۔

[۳] مناع القطان، مباحث فی علوم القرآن، ص ۳۶۳، ۳۶۶۔

[۴] ابن الاثیر، عزالدین ابوالحسن علی بن محمد۔ ف ۶۳۰۔ اللباب فی تہذیب الانساب، ج ۱، ص ۲۰۶۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ تفسیر عبدالجبار ابن احمد بن عبدالجبار بن احمد بن خلیل القاضی ابوالحسن الہمدانی الاسد آبادی۔ ف ۴۱۵ھ [1]

۴۔ تفسیر الزمخشری الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل وعیون الاقاویل فی وجوہ التاویل، ابوالقاسم جاراللہ محمود بن عمر۔ ف ۵۳۹ھ۔

۵۔ تفسیر مفاتیح الغیب، فخر الدین ابوعبداللہ محمد بن عمر و بن حسین الرازی۔ ف ۶۰۶ھ۔

۶۔ تفسیر ابن فورک (مشہور متکلم ہیں) [2]

۷۔ الجامع الاحکام القرآن، ابوعبداللہ محمد بن احمد القرطبی۔ ف ۶۷۱ھ۔

۸۔ انوار التنزیل واسرار التاویل، المعروف تفسیر البیضاوی عبداللہ بن عمر بن محمد۔ ف ۶۸۵ھ۔

۹۔ مدارک التنزیل وحقائق التاویل۔ المعروف تفسیر النسفی عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی۔ ف ۷۰۱ھ

۱۰۔ لباب التاویل فی معانی التاویل۔ المعروف تفسیر خازن علاؤالدین ابوالحسن علی بن محمد بن ابراہیم ف ۷۴۱ھ۔

۱۱۔ البحر المحیط۔ المعروف تفسیر ابی حیان، ابوعبداللہ محمد بن یوسف بن علی الملقب اثیر الدین۔ ف ۷۴۵ھ

۱۲۔ غرائب القرآن ورغائب الفرقان نظام الدین حسن بن محمد خراسانی النیسا بوری۔ ف ۷۲۸ھ [3]

۱۳۔ تفسیر الجلالین، جلال الدین المحلی۔ ف ۸۶۴ھ۔ جلال الدین عبدالرحمن السیوطی۔ ف ۹۱۱ھ۔

۱۴۔ السراج المنیر، شمس الدین محمد بن محمد الشربینی الخطیب۔ ف ۹۷۷ھ [4]

۱۵۔ ارشاد العقل الی مزایا الکتاب الکریم۔ ابوسعود محمد بن محمد بن مصطفےٰ۔ ف ۹۸۲ھ۔

۱۶۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی۔ ابوالثناء شہاب الدین سید محمود آفندی آلوسی ف ۱۲۷۰ھ۔

ان میں سے بعض کتب اور اُن کے مؤلفین کا تعارف درج ذیل ہے:۔

تفسیر قاضی عبدالجبار، المعروف تنزیہ القرآن عن المطاعن قاضی ابوالحسن عبدالجبار بن احمد

---

[1] السیوطی، طبقات المفسرین۔ ص ۵۹۔۶۰۔

[2] میاں منظور احمد۔ تاریخ تفسیر واصولِ تفسیر ص ۲۲۔ علمی کتاب خانہ لاہور۔

[3] حریری۔ تاریخ التفسیر والمفسرین۔ ص ۲۸۱ (اس کتاب کو مناع القطان نے ذکر کیا ہے)۔

[4] حریری۔ تاریخ التفسیر والمفسرین۔ ص ۲۹۲ (اس کو مناع القطان نے ذکر نہیں کیا)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بن عبدالجبار بن احمد بن خلیل فرقہ معتزلہ کے شیخ تھے۔ ان کے اساتذہ میں ابوالحسن بن سلمہ بن القطان اور عبداللہ بن جعفر بن فارس شامل ہیں۔ ان کے شاگردوں میں ابو قاسم علی بن الحسن التنوخی الحسن بن علی الصمیری الفقیہ اور ابو محمد عبدالسلام القزوینی المفسر المعتزلی بہت مشہور ہیں۔ اُن کی وفات ۴۱۵ھ میں ہوئی[1]

اس کتاب کے متعلق ڈاکٹر محمد حسین الذہبی کہتے ہیں:

"اس میں سورۃ الحمد تا والناس تک بیان ہے۔ لیکن ہر آیت کی تشریح نہیں ہے۔ بلکہ یہ کتاب مختلف مسائل پر مبنی ہے۔ بعض سوالات خود کرکے اُن کے جوابات دیئے گئے ہیں۔ اس میں نحوی مسائل ہیں۔ پوری کتاب میں زیادہ تر توجہ اپنے معتزلی عقائد کی صداقت پر صرف کی گئی ہے۔ بعض اوقات غیر مسلموں کے سوالات کے جوابات بھی آجاتے ہیں۔

معتزلہ کے عقائد کی مثال یہ بیان کی گئی ہے۔ معتزلہ آخرت میں رؤیتِ باری تعالیٰ کے قائل نہیں ہیں۔ قرآن مجید کی اس آیت، لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا الْحُسْنَىٰ وَزِيَادَةٌ[2] (جنھوں نے نیکی کی اُن کے لئے بھلائی ہے اور مزید زیادہ ہے) کیا اس سے مراد رؤیتِ باری تعالیٰ نہیں ہے جبکہ حدیث میں ہے' قاضی کے مطابق زیادہ سے مراد ثواب میں اضافہ ہے۔ اس لئے آیت میں رؤیتِ خداوندی مراد لینا درست نہیں ہے۔ کیونکہ رؤیتِ خداوندی اُن کے نزدیک (اہلِ سنّت) ہر قسم کے اجر و ثواب سے بڑھ کر ہے۔ پھر اس کے ذریعہ الحسنٰی پر اضافہ کیسے ممکن ہے[3] یہ کتاب تفسیر بالرائے مذموم کے ذکر میں آتی ہے۔"

۲۔ تفسیر الکشّاف للزمخشری:

ابوالقاسم محمود بن عمر الزمخشری اللغوی ۴۶۷ھ میں زمخشر جو کہ خوارزم کی ایک بستی ہے،

---

[1] السیوطی، طبقات المفسرین، ص ۱۰-۵۹ - محمد حسین الذہبی، التفسیر والمفسرون، ج ۱ ص ۳۹۱۔
[2] قرآن مجید، یونس - ۲۶۔
[3] تفسیر قاضی، ص ۱۵۹ بحوالہ محمد حسین الذہبی، ج ۱، ص ۳۹۲-۴۰۳۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں پیدا ہوتے ہیں؎۱

یاقوت حمویؒ نے بھی زمخشر کی بستی میں ان کی پیدائش کا ذکر کیا ہے؎۲

سیوطیؒ اس کے متعلق فرماتے ہیں۔ جاراللہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ایک مدت تک مکہ مکرمہ میں ٹھہرے۔ اُن کے اساتذہ میں ابوالخطاب بن البطر ہیں۔ اور شاگردوں میں السلفی اور زینب الشعریہ ہیں۔ اعتزال کے امام اور داعی تھے۔ نحوی، لغوی، المتکلم اور مفسر تھے۔ اُن کی کئی تصانیف ہیں۔ اُن کا انتقال ۵۳۸ھ میں ہوا؎۳

ان کے متعلق ابن خلکان کہتے ہیں۔ اپنے وقت کا امام تھا۔ اعتزال کا اظہار کرتا تھا اور اس کا داعی تھا؎۴

زمخشری نے اپنی تفسیر میں معتزلی عقائد پر خوب تبصرہ کیا ہے۔ لغت، ادب اور بلاغت پر بہترین نمونہ ہے۔ حاجی خلیفہ کے مطابق اس کی تکمیل ۵۲۸ھ میں ہوئی۔ وہ فرماتے ہیں:

زمخشری کو اپنی تفسیر پر ناز تھا۔ وہ خود یہ شعر دہرایا کرتے تھے:

إِنَّ التَّفَاسِيرَ فِي الدُّنْيَا بِلَا عَدَدٍ ... وَلَيْسَ فِيهَا لَعَمْرِي مِثْلُ كَشَّافِ

إِنْ كُنْتَ تَبْغِي الْهُدَى فَالْزَمْ قِرَاءَتَهُ ... فَالْجَهْلُ كَالدَّاءِ وَالْكَشَّافُ كَالشِّفَاءِ

(دنیا میں بےشمار تفاسیر ہیں۔ مگر میری زندگی کی قسم کشاف جیسی کوئی نہیں۔ اگر ہدایت کی طلب ہے تو اسے پڑھتے رہو۔ کیونکہ جہالت ایک بیماری ہے جس سے کشاف شفا دیتی ہے)۔؎۵

ڈاکٹر محمد حسین الذہبی فرماتے ہیں:

"اگر اعتزال سے صرف نظر کر لیا جائے تو "الکشاف" ایسی کتاب ہے، جس کی طرف

؎۱ ابن الاثیر، اللباب فی تہذیب۔۔۔، ج۱، ص ۵۰۲، ۵۰۷۔

؎۲ یاقوت حموی، شہاب الدین ابوعبداللہ، یاقوت بن عبداللہ، معجم البلدان، ج ۳، ص ۱۴۷۔ دار صادر بیروت ۱۹۸۶ء۔

؎۳ السیوطی، طبقات المفسرین، ص ۱۲۰۔ ۱۲۱۔

؎۴ ابن خلکان۔ وفیات الاعیان ۵، ۱۷۰، دار صادر بیروت ۱۹۷۰ء۔

؎۵ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲، ۱۴۷۵ء۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سبقت نہیں کی گئی۔ اور زمخشری جیسا کوئی آدمی نہیں۔ جو قرآن کے جمال اور اُس کے سحر بلاغت سے نقاب اُلٹ سکے۔ اُس نے لغتِ عرب اور اشعار کا بھی خیال رکھا ہے[1]۔

محمد حسین الذہبی نے اپنی کتاب میں ابنِ بشکوال حیدر الھروی، ابو حیان صاحب تفسیر "البحر المحیط"، ابنِ خلدون اور السبکی وغیرہ کے "الکشاف" کے متعلق الفاظ قلمبند کئے ہیں۔ جن میں وہ اُن کی علمی کاوشوں کی تعریف کرتے ہیں۔ لیکن ان کے نظریہ اعتزال پر تنقید کرتے ہیں[2]۔

قاضی احمد بن محمد بن منصور المنیر المالکی ف ۶۸۳ھ نے "الکشاف" پر حاشیہ لکھا۔ جس میں انہوں نے "الکشاف" میں خود معتزلی عقائد کا رد کیا[3]۔ اِن تمام باتوں کے باوجود اس کتاب کی درج ذیل خوبیاں بیان کی جاسکتی ہیں:

۱۔ حشو وتطویل سے خالی ہے۔ ۲۔ قصص و اسرائیلیات میں بہت کمی ہے۔

۳۔ بیان معانی میں لغتِ عرب اور اُن کے اسلوب کا خیال رکھا ہے۔

۴۔ اس کتاب میں علم معانی، بیان اور بلاغت کے بڑے نکتے بیان کئے گئے ہیں[4]۔

۳۔ تفسیر مفاتیح الغیب للرازی:

مؤلفِ تفسیر ابو عبداللہ محمد بن عمر بن الحسین بن علی فخر الدین الرازی ۵۴۴ھ میں پیدا ہوئے[5]۔ انہوں نے اپنے والد سے تعلیم حاصل کی۔ اس کے علاوہ کمال سمعانی اور مجد الجیلی سے علم حاصل کیا[6]۔

---

[1] محمد حسین الذہبی التفسیر والمفسرون ۱، ص ۴۳۴۔

[2] ایضاً، ص ۴۳۵-۴۴۰۔

[3] ایضاً۔ ص ۴۶۸۔

[4] محمد عبد العظیم الزرقانی، مناہل العرفان فی علوم القرآن، ج ۱، ص ۵۳۰۔ دار احیاء الکتب العربیۃ القاہرہ۔ الطبعۃ الثانیۃ ۱۳۶۲ھ۔

[5] السیوطی، طبقات المفسرین، ۱۱۵ ابنِ خلکان، وفیات ۴۔ ص ۲۵۲۔ ابن العماد، شذرات الذہب۔

[6] محمد حسین الذہبی، طبقات المفسرین۔ ج ۱، ص ۲۹۰۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

السیوطیؒ نے انھیں محی السنۃ التجوی کے تلامذہ میں شمار کیا ہے[1] جو کہ درست نہیں ہے۔ کیونکہ محی السنۃ التجوی کی وفات ۵۱۶ھ میں ہوئی جو الرازی کی پیدائش سے بھی قبل ہو گئی تھی جیسا کہ خود سیوطیؒ نے بھی ذکر کیا ہے[2] سمجھ میں نہیں آتا کہ اتنی بڑی غلطی سیوطیؒ سے کیسے ہوئی؟

یہ بڑے مشہور متکلم بھی ہیں ان کے متعلق ابن خلکانؒ فرماتے ہیں :

وَلَهُ التَّفْسِيرُ الْكَبِيرُ وَالْمَحْصُولُ فِي أُصُولِ الْفِقْهِ وَشَرْحُ الْأَسْمَاءِ الْحُسْنَى، وَشَرْحُ الْمُفَصَّلِ لِلزَّمَخْشَرِيِّ وَشَرْحُ الْوَجِيزِ لِلْغَزَالِيِّ - وَشَرْحُ سَقْطِ الزَّنْدِ لِأَبِي الْوَلِيدِ الْمَعَرِّيِّ[3]

ان کی وفات ۶۰۶ھ میں ہوئی[4]

ابن قنفذ القسنطینی نے ان کی وفات ۶۱۶ھ لکھی ہے جو کہ درست نہیں ہے۔ اس کی تردید محقق نے ان کی اپنی کتاب سے کر دی ہے[5]

تفسیر مفاتیح الغیب بڑی ضخیم تفسیر ہے۔ اس کتاب میں انھوں نے ربط آیات کا خیال رکھا ہے۔ علم کلام کے مسائل پر تبصرہ کیا ہے۔ وہ فلاسفہ کے اقوال نقل کر کے ان پر تنقید کرتے ہیں اس میں معتزلہ کے عقائد پر بھی بحث و تنقید کی گئی ہے۔ وہ مخالفین کے اعتراضات بڑی صراحت سے بیان کرتے ہیں لیکن بعض اوقات جواب کافی و شافی نہیں ہوتا۔[6] اس لئے ان کی تفسیر کے متعلق صاحب کشف الظنون فرماتے ہیں، امام رازیؒ نے اپنی تفسیر کو حکماء و فلاسفہ کے اقوال کا پلندہ بنا دیا ہے۔ وہ تفسیر سے اس قدر دور نکل گئے کہ قاری اس کو دیکھ کر ورطۂ حیرت

---

۱ - السیوطی، طبقات المفسرین، ص ۱۱۵ -

۲ - ایضاً، ص ۵۰

۳ - ابن خلکان، ۴، ۲۴۹ -

۴ - ایضاً، ۴، ۲۰۲

۵ - ابن قنفذ، ابوالعباس احمد بن الحسن، الوفیات، ۳۰۸ ت -

۶ - حریری، ص ۲۲۷ -

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں دب جاتا ہے۔[۱]

ابو حیانؒ کہتے ہیں۔ امام رازیؒ نے اپنی تفسیر میں بے شمار غیر ضروری باتوں کو یکجا کر دیا ہے۔ اس لئے بعض علماء نے کہا ہے۔ تفسیر کبیر میں تفسیر کے سوا سب کچھ ہے۔[۲]

امام رازیؒ تفسیر کبیر کو مکمل نہ لکھ سکے۔ اس کی تکمیل شہاب الدین بن خلیل دمشقی (ف ۶۳۹ھ) اور نجم الدین احمد بن محمد (ف ۷۷۷ھ) نے کی۔[۳]

تفسیر رازی کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ یونانی علوم نے کس طرح مسلمانوں کے عقائد پر اثر ڈالا۔ اور مسلمانوں نے کس انداز سے ان کا جواب دیا۔ انھوں نے اپنے دور کے عقلی رجحانات سے بھی خوب پردہ اٹھایا ہے۔

۴۔ الجامع لأحکام القرآن للقرطبی:

ابو عبد اللہ محمد بن احمد انصاری خزرجیؒ اندلسی تھے۔ آپ بڑے زاہد و عابد آدمی تھے۔ آپ کے اساتذہ میں سے ابو العباس بن عمر قرطبی، مؤلف "المفہم فی شرح مسلم" اور مشہور محدث ابو علی حسن بن محمد البکری بہت مشہور ہیں۔[۴]

آپ کی کتب میں "الجامع لأحکام القرآن" کے علاوہ "شرح الاسماء الحسنیٰ"، "کتاب التذکار فی افضل الأذکار" اور "کتاب التذکرۃ بامور الآخرۃ" شامل ہیں۔ آپ کی وفات ۶۷۱ھ میں ہوئی۔[۵]

قرطبی کی تفسیر چھپی ہوئی ہے۔ ابن فرحونؒ اسی کتاب کے متعلق فرماتے ہیں:

"یہ بڑی نفع بخش تفسیر ہے۔ اس میں قصص اور موضوعات نہیں ہیں۔ مؤلف اسبابِ نزول، اقسامِ قرأت اور اعراب پر بحث کرتا ہے۔ لغت اور اشعارِ عرب کو بھی

۱۔ حاجی خلیفہ، کشف الظنون، ۲/۱۷۵۶۔

۲۔ ایضاً۔ ۳۔ ایضاً۔

۴۔ محمد حسین الذہبی، التفسیر والمفسرون، ج ۲، ص ۴۵۷۔
ایضاً۔ السیوطی۔ طبقات المفسرین، ص ۹۲۔

۵۔ ابن فرحون۔ دیباج المذہب فی معرفۃ أعیان علماء المذہب۔ ص ۳۱۷۔ مکتبۃ السعادۃ مصر۔ ۱۳۲۹ھ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیشِ نظر رکھتا ہے۔ وہ ناسخ و منسوخ پر بھی تبصرہ کرتا ہے[1]۔

قرطبی اپنی تفسیر میں صوفیاء، معتزلہ، قدریہ، شیعہ اور فلاسفہ پر بہت تنقید کرتے ہیں۔ اسرائیلی واقعات کا تذکرہ کم ہی کرتے ہیں۔ ابن جریر طبریؒ اور ابن عطیہؒ جیسے مفسرین کے اقوال بھی نقل کرتے ہیں۔ احکام سے متعلقہ آیات پر بھی تفصیل سے دلائل بیان کرتے ہیں[2]۔

۵۔ انوار التنزیل واسرار التاویل المعروف "تفسیر بیضاوی":

قاضی القضاۃ ناصر الدین ابو الخیر عبداللہ بن عمر بن محمد بن علی البیضاوی الشافعیؒ ایران میں شیراز کی ایک بستی البیضاء سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ شیراز کے قاضی القضاۃ تھے۔ آپ کی تصانیف میں تفسیر انوار التنزیل واسرار التاویل المعروف "تفسیر بیضاوی" اور مختصر الوسیط فی الفقہ المسمّٰی "الغایۃ" شامل ہیں۔ ان کی وفات ۶۸۵ھ میں ہوئی۔ الاسنوی نے ان کی وفات ۶۹۱ھ لکھی ہے[3]۔

تفسیر بیضاوی مطبوع ہے۔ یہ "الکشاف" کا مختصر ہے لیکن اس میں "الکشاف" کے معتزلی نظریات کا رد ہے۔ اور اہل سنت کے عقائد کا اثبات ہے۔ لیکن بعض اوقات بیضاوی بھی صاحب کشاف کی پیروی میں ہی کچھ کہہ جاتا ہے جو عقائد اہلسنت کے خلاف ہے۔ ایک تو سورتوں کے فضائل میں زمخشری کی مانند وہی موضوع احادیث بیان کردی ہیں اور دوسری مثال اس نے جن کے اثر نہ کرنے کی دی ہے۔ یہ ہو بہو اس کی نقل ہے۔ اس کی ان سے توقع نہ تھی[4]۔

"صاحب کشف الظنون" اس تفسیر کے متعلق جو فرماتے ہیں۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ اس تفسیر میں اعراب، معانی، تفسیر کشاف" سے ماخوذ ہیں۔ حکمت وکلام سے وابستہ معلومات تفسیر کبیر سے لی گئی ہیں۔ اشتقاق سے متعلق مسائل راغب اصفہانی سے ماخوذ ہیں۔

بیضاوی نے اپنی فکر اس سے اختراع کی ہے[5] اس کتاب کے چالیس سے زیادہ

---

[1] ایضاً ۳۱۷ [2] حربی: تاریخ التفسیر والمفسرین، ص ۶۱۴، ۶۱۵

[3] جمال الدین عبدالرحیم الآسنوی الطبقات الشافعیۃ، ج ۱، ص ۲۸۳، مطبعۃ الارشاد بغداد۔ الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۹۰ھ ۱۹۷۰ء۔

[4] محمد حسین الذہبی۔ ج ۱، ص ۲۹۷، ۲۹۸۔

[5] حاجی خلیفہ: کشف الظنون، ج ۱، ص ۱۸۷۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حواشی ہیں۔ جن میں مشہور ترین تین ہیں۔

۱۔ حاشیہ القاضی زکریا۔ ۲۔ حاشیہ السیوطی

۳۔ حاشیہ القوجوی [۵۱]

اس کتاب کا مطالعہ قرآن مجید کو صحیح سمجھنے کے لئے بہت مفید ہے۔

۶۔ مدارک التنزیل وحقائق التاویل المعروف "تفسیر نسفی":

ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی الحنفی بہت مشہور عالم تھے [۵۲] ان کے اساتذہ میں سے الکردمی اور احمد بن محمد العتابی بہت مشہور ہیں [۵۳]

ان کی تصانیف میں سے مدارک التنزیل وحقائق التاویل کے علاوہ متن الوافی فی الفروع الکافی .... کنز الدقائق فی الفقہ ۔ المنار فی اصول الفقہ، العمدۃ فی اصول الدین بہت معروف ہیں [۵۴]

نسفی کی نسبت نسف کے شہر کی طرف ہے۔ جو کہ جیحون اور سمرقند کے درمیان واقع ہے [۵۵]

آپ کی وفات ۷۰۱ھ میں ہوئی [۵۶]

یہ کتاب "الکشاف للزمخشریؒ اور انوار التنزیل للبیضاویؒ کا اختصار ہے۔ اور اس میں بہت سے عمدہ اضافے ہیں۔ اس کتاب میں علم بلاغت کے نکتے، علم قرآت، وجوہ اعراب اور اہل سنت کے صحیح نقطۂ نظر کو پیش کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں فقہ کے مسائل بھی ہیں۔ نحو کے مسائل بھی زیر بحث آتے ہیں۔

---

۵۱ ایضاً۔

۵۲ محمد حسین الذہبی، ج ۱، ص ۳۰۴۔

۵۳ ایضاً۔

۵۴ ایضاً۔

۵۵ یاقوت الحموی، شہاب الدین ابو عبداللہ، معجم البلدان، ج ۵، ص ۲۸۵، دار صادر بیروت۔

۵۶ الدرر الکامنۃ فی أعیان المائۃ الثامنۃ، ج ۲، ص ۲۴۷۔

محمد عبدالحیٔ، الفوائد البہیۃ فی تراجم الحنفیۃ، ص ۱۰۲، نور محمد الکتب کراچی ۱۳۹۳ھ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسرائیلیات کو بہت کم ذکر کیا گیا ہے [1] بلکہ بعض اوقات ان پر تنقید بھی کرتے ہیں۔
مثلاً قرآن مجید کی آیت وَلَقَدْ فَتَنَّا سُلَيْمَانَ وَأَلْقَيْنَا عَلَىٰ كُرْسِيِّهِ جَسَدًا ثُمَّ أَنَابَ [2]
(ہم نے سلیمان علیہ السلام کو امتحان میں ڈالا۔ اور ان کی کرسی پر ایک جسم کو ڈال دیا، پھر انھوں نے رجوع کیا)۔ یہاں ایسی روایات نقل کی گئیں ہیں جو حضرت سلیمان کی عصمت کے مخالف نہیں ہیں۔ پھر لکھتے ہیں:

وَأَمَّا مَا يُرْوَىٰ مِنْ حَدِيثِ الْخَاتَمِ وَالشَّيْطٰنِ وَعِبَادَةِ الْوَثَنِ فِي بَيْتِ سُلَيْمَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَمِنْ أَبَاطِيلِ الْيَهُودِ [3]

(حدیث خاتم اور شیطان اور سلیمان علیہ السلام کے گھر میں بت کی پوجا وغیرہ کے افسانے یہود کی اباطیل میں سے ہیں)۔

یہ طبع شدہ کتاب ہے اور بہت مفید ہے۔

۷۔ لبابُ التاویل فی معانی التنزیل المعروف "تفسیر خازن":

علاء الدین ابو الحسن علی بن محمد بن ابراہیم بن عمر بن خلیل الشیخی بغدادی المعروف "خازن" بغداد میں ۶۷۸ھ میں پیدا ہوئے تھے [4] خازن کے نام سے اس لیے مشہور ہوئے کہ دمشق کے ایک کتب خانہ کے خازن تھے [5]

بغداد میں ابن الدوالیبی سے اور دمشق میں آکر القاسم بن مظفر اور وزیرہ بنت عمر سے شرف تلمیذ حاصل کئے [6]

---

[1] محمد حسین الذہبی، ج ۱، ص ۳۰۵، ۳۰۹۔

[2] قرآن مجید۔ ص: ۳۴

[3] ابو البرکات عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی، مدارک التنزیل، ج ۲، ص ۲۴۔ دار احیاء الکتب العربیۃ مصر

[4] محمد حسین الذہبی التفسیر والمفسرون، ج ۱، ص ۳۱۰۔

[5] ایضاً۔

[6] ایضاً۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی تصانیف لباب التأویل فی معانی التنزیل، شرح عمدۃ الأحکام اور مقبول المنقول ہیں۔ اُن کی وفات ۷۴۱ھ میں ہوئی [۱]

ان کی تفسیر معالم التنزیل للبغوی کا مختصر ہے، اور اس میں انھوں نے بعض اضافے بھی کئے ہیں۔ جیساکہ خود لکھتے ہیں:

لَمَّا كَانَ هٰذَا الْكِتَابُ كَمَا وَصَفْتُ أَحْبَبْتُ أَنْ أَنْتَخِبَ مِنْ دُرَرِ فَوَائِدِهِ ... مُتَضَمِّنًا لِنُكَتِهِ وَأُصُولِهِ مَعَ فَوَائِدَ نَقَلْتُهَا وَفَوَائِدَ لَخَّصْتُهَا مِنْ كُتُبِ التَّفَاسِيرِ. الخ [۲]

(جب یہ کتاب اسی طرح جس طرح میں نے بیان کیا، میں نے پسند کیا کہ اس کے عمدہ فوائد اور نایاب موتیوں کا انتخاب کروں گا جو اس کے نکات و اصول کو اپنے اندر سموئے، اور اس کے ساتھ میں نے بھی کتب تفاسیر سے فوائد اور نایاب چیزوں کو نقل کیا ہے)۔

ان کی کتاب میں بعض اسرائیلی روایات بھی ہیں۔ جن پر کوئی تنقید نہیں کرتے۔ مثلاً آیت: إِذْ أَوَى الْفِتْيَةُ إِلَى الْكَهْفِ فَقَالُوا رَبَّنَا آتِنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً وَهَيِّئْ لَنَا مِنْ أَمْرِنَا رَشَدًا۔ [۳] (جب نوجوانوں نے غار میں پناہ پکڑ لی۔ انھوں نے کہا اے ہمارے رب! ہمیں اپنے پاس سے رحمت عنایت فرما اور ہمارے معاملے میں بھی راہنمائی دے) کی تشریح کرتے ہوئے عجیب واقعات نقل کئے ہیں۔ جن کی صحت و سقم کا بالکل علم نہیں۔ بلکہ محض اسرائیلی روایات ہیں۔ اور پھر اُن پر کوئی تبصرہ نہیں کیا گیا [۴]

تاہم تفسیر خازن میں تاریخی واقعات ہیں، فقہی مسائل ہیں۔ اور پھر اس میں مواعظ کو مدنظر رکھا گیا ہے [۵]

---

[۱] ایضاً۔

[۲] الخازن، علاؤ الدین علی بن محمد، لباب التاویل فی معانی التاویل، ج ۱، ص ۳۔ دار الفکر القاہرہ ۱۹۷۹ء۔

[۳] قرآن مجید۔ الکہف ۱۰۔

[۴] الخازن۔ لباب التاویل، ج ۴، ص ۱۹۷۔ ۲۰۴۔

[۵] محمد حسین الذہبی۔ التفسیر والمفسرون، ج ۱۔ ص ۳۱۴، ۳۱۶۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔ البحر المحیط لابی حیان :

اثیر الدین ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن علی اندلسی غرناطی المعروف "ابو حیان" ۶۵۴ھ میں پیدا ہوئے [1] ان کے اساتذہ میں سے مشہور عبدالنصیر بن علی مریوطی، ابو طاہر اسماعیل بن عبداللہ الملیجی اور شیخ بہاؤ الدین ہیں۔ خود فرماتے ہیں، "میں نے چار سو پچاس اشخاص سے علم حاصل کیا" [2]

آپ عظیم شاعر اور لغوی تھے۔ صرف و نحو میں یکتائے روزگار تھے۔ تفسیر، حدیث، تراجم، تراجم رجال میں مہارت رکھتے تھے۔ آپ کی تصانیف میں "البحر المحیط" تفسیر کے علاوہ "غریب القرآن"، "شرح التسہیل"، "نہایۃ الاعراب" اور "خلاصۃ البیان" شامل ہیں۔ آپ اصلی لغت کے عالم تھے۔

آپ کی وفات ۷۴۵ھ میں ہوئی [3]

ان کی تفسیر کا قرآن میں بڑا مقام ہے۔ مؤلف مفردات کے معانی پر خصوصی توجہ دیتے ہیں، اور صرف و نحو کے علمی نکات پر بڑی بحثیں کرتے ہیں۔ اسباب نزول، ناسخ و منسوخ اور مختلف قراءتوں کو بھی زیر بحث لاتے ہیں۔ قرآن کے بلاغی پہلو کو بھی نظر انداز نہیں کرتے۔ فقہی مسائل سے بھی اعراض نہیں کرتے۔ اور آئمہ سلف کے مذہب کو ہمیشہ پیش نظر رکھتے ہیں [4]

اس کتاب کا اختصار ابو حیان کے شاگرد تاج الدین احمد بن عبدالقادر (ف ۷۴۹ھ) نے لکھا [5] معتزلہ کے رد میں بھی بہت سے مسائل ہیں۔ زمخشری پر بڑی تنقید کی گئی ہے۔ بلکہ بعض اوقات اعتزال کا بہت مذاق اڑاتے ہیں۔

---

[1] محمد حسین الذہبی، ج ۱۔ ص ۳۰۷۔

[2] ایضاً حریری۔ ص ۲۷۹۔

[3] محمد حسین الذہبی، التفسیر والمفسرون، ج ۱۔ ص ۳۱۷، ۳۱۸۔
حریری، ص ۲۷۹۔ ۲۸۰۔

[4] حریری۔ ص ۲۸۰، ۲۸۱۔

[5] محمد حسین الذہبی، ج ۱۔ ص ۳۲۰۔

[6] ایضاً۔ ص ۳۲۱۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۹: غرائب القرآن ورغائب الفرقان للنیشاپوری

نظام الدین الحسن بن محمد بن الحسین القمی الخراسانی نیشاپوری المعروف "النظام الاعرج" نیشاپور کے شہر "قم" میں پیدا ہوئے[1] عربی زبان علوم عقلیہ ادب و انشاء اور علم تفسیر وتاویل میں عظیم مرتبہ کے حامل تھے[2] عابد وزاہد تھے۔ تصوف سے خاص شغف تھا۔ ان کی تصانیف حسب ذیل ہیں:

شرح الشافیہ لابن حاجب، شرح تذکرہ خواجہ نصیر الدین طوسی (علم ہیئت میں ہے) رسائل فی الحساب کتاب اوقاف القرآن، لب التاویل اور غرائب القرآن و رغائب الفرقان[3]

ان کی وفات کا صحیح علم نہیں۔ بعض نے تفسیر کا اختتام ۸۵۰ھ میں بتایا ہے۔ اسی لحاظ سے نویں صدی کے عالم ہیں۔ بعض نے وفات ۷۲۸ھ لکھی ہے[4]

اس تفسیر میں مختلف قرأتوں کا ذکر کیا جاتا ہے۔ ربط آیات بیان کرتے ہیں۔ یہ ربط انہوں نے تفسیر کبیر سے لیا ہے۔ پھر بڑے اچھوتے انداز میں معانی ومطالب بیان کرتے ہیں۔ فقہی مسائل پر بھی بحث کرتے ہیں۔ علم کلام کے مسائل کو بھی مدِ نظر رکھتے ہیں۔ اور مخالفین کے دلائل کی تردید کرتے ہیں۔ ان کی تفسیر میں تصوف کا عنصر بھی ہے۔ اُن کی طرف شیعہ ہونے کی نسبت درست معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ مذہب شیعہ کی تردید کرتے ہیں۔ تفسیر کی علمی قیمت بہت زیادہ ہے[5]

۱۰۔ تفسیر الجلالین المحلی والسیوطی:

جلال الدین سیوطی کی تفسیر الدر المنثور کے ذکر سے کلام ہوتا ہے۔ جلال الدین محمد بن احمد

---

[1] محمد حسین الذہبی، ج ۱، ص ۳۲۱۔ حریری، ص ۲۸۲۔

[2] محمد حسین الذہبی، ج ۱ ص ۳۲۲/۳۳۔ حریری، ص ۲۸۲۔

[3] محمد حسین الذہبی، ج ۱۔ ص ۳۲۲۔
حاجی خلیفہ کشف الظنون۔ ج ۲۔ ۱۲۱۔ ۱ (شرح شافیہ) ج ۱۔ ۳۹۱ (تذکرہ طوسی) ج ۲۔ ۱۱۹۰ھ۔

[4] کشف الظنون ج ۲، ۱۱۹۰۔ محمد حسین الذہبی ۱۔ ۳۲۲۔

[5] حریری ص ۲۸۶۔
محمد حسین الذہبی۔ التفسیر والمفسرون ج ۱، ص ۳۲۲، ۳۲۸۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن محمد بن ابراہیم المحلی الشافعی ۷۹۱ھ میں مصر میں پیدا ہوئے ۱ھ
آپ نے بدر محمود الاقصرائی، برہان بیجوری، شمس اور علاء البخاری سے علم حاصل کیا ۲ھ۔ علم منقول و معقول میں مہارتِ تامہ حاصل تھی۔ ان کی تصانیف میں سے شرح جمع الجوامع فی الاصول، شرح المنہاج فی فقہ الشافعیہ، شرح الورقات فی الاصول اور تفسیر جلالین مشہور ہیں
آپ کی وفات ۸۶۴ھ میں ہوئی ۳ھ

اس تفسیر میں دو مشہور امام جلال الدین المحلیؒ اور جلال الدین السیوطیؒ شامل ہیں۔ المحلی نے الکہف سے والناس تک تفسیر لکھی۔ اور پھر الفاتحہ سے شروع ہوئی۔ اِن کا خیال پھر ادھر سے سورۃ الاسراء تک لکھنے کا تھا۔ لیکن فرشتۂ اجل کو لبیک کر دیا۔ پھر سورۃ البقرہ سے اسرا تک السیوطی نے لکھی۔ اس طرح یہ تفسیر مکمل ہو گئی ۴ھ

یہ تفسیر نہایت جامع اور مختصر ہے۔ دونوں اماموں نے بہت اچھی کوشش کی ہے۔ اس کتاب پر مختصر حاشیے لکھے گئے ہیں۔ جن میں حاشیہ الجمل اور حاشیہ الصاوی بہت مشہور ہیں۔ ایک حاشیہ "قبس النیرین" شمس الدین محمد بن العلقمی نے ۹۵۲ھ میں لکھا ہے۔ اور ایک جمالین حاشیہ ہے جسے نورالدین علی بن سلطان محمد القادریؒ (ف ۱۰۱۴ھ) میں لکھا تھا ۵ھ

۱۱۔ السراج المنیر للخطیب شربینی

شمس الدین محمد بن محمد الشربینی الشافعیؒ الخطیب قاہرہ کے ساکن تھے ۶ھ انھوں نے شیخ احمد البرلسی، النور المحلی، البدر المشہدی اور الشہاب الرملی سے کسبِ فیض کیا ۷ھ

۱ھ محمد حسین الذہبی، التفسیر والمفسرون، ج ۱، ص ۳۳۳۔
۲ھ ایضاً۔
۳ھ ایضاً۔ ۳۳۴۔
۴ھ ایضاً۔
۵ھ ایضاً۔ ص ۳۳۷۔
۶ھ ایضاً، ص ۳۳۸۔
۷ھ حریری، ص ۲۹۲۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ بہت متقی اور شب زندہ دار آدمی تھے۔ آپ کی تصانیف میں سے "شرح المنہاج" شرح کتاب البینہ اور السراج المنیر فی الاعانۃ علی معرفۃ بعض معانی کلام ربنا الحکیم الخبیر" بہت مشہور ہیں۔ آپ نے ۹۷۷ھ میں وفات پائی۔[۱]

یہ تفسیر نہایت آسان فہم اور درمیانہ درجہ کی ہے یعنی نہ طویل اور نہ ہی بالکل مختصر۔ انھوں نے اپنی تفسیر میں صحیح اور حسن احادیث کو ذکر کیا ہے۔ انھوں نے ابن جریر الطبری، زمخشری اور بیضاوی کی روایت کردہ بعض ضعیف حدیثوں کو ہدفِ تنقید بنایا ہے۔[۲]

مؤلف تفسیری نکات بیان کرتے ہیں۔ بعض فقہی مسائل پر بطور ضرورت تبصرہ فرماتے ہیں۔ بعض اوقات اسرائیلی روایات بھی بغیر تبصرے کے نقل فرما دیتے ہیں۔ مؤلف نے تفسیر الرازی سے بہت فائدہ حاصل کیا۔[۳]

نیز یہ کتاب مطبوع ہے۔ اور اہل علم کے پاس موجود ہے۔ اور قدیم تفسیروں کو اچھے انداز سے جمع کیا گیا ہے۔

۱۲۔ ارشاد العقل السلیم الیٰ مزایا الکتاب الکریم لابی السعود

ابو السعود محمد بن محمد مصطفےٰ العمادی الحنفی قسطنطنیہ کے قریب ایک گاؤں میں ۸۹۳ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کا گھرانا علمی تھا۔ والد صاحب اور دیگر اکابر سے کسب فیض کیا۔ ۹۵۲ھ میں مسند افتاء پر متمکن ہوئے اور ۹۸۲ھ میں قسطنطنیہ میں وفات پائی۔[۴]

اس تفسیر میں بلاغت کے نقطے بیان کئے گئے ہیں، جو پہلے کسی نے بیان نہ کئے تھے۔ مولانا عبدالحیٔ لکھنوی نے اس سے استفادہ کیا۔ مؤلف کتاب "الکشاف" اور بیضاوی کا بہت ذکر کرتا ہے۔ ان دونوں تفسیروں کے مطالعہ کا اس نے ذکر بھی کیا ہے۔[۵]

۱؎ شذرات الذہب، محمد حسین الذہبی۔ ج ۱۔ ص ۳۳۹۔

۲؎ السراج المنیر ج ۱۔ ص ۲۶۵۔ بحوالہ محمد حسین الذہبی، ج ۱، ص ۳۴۱۔

۳؎ حریری، ص ۲۹۲، ۲۹۶ محمد حسین الذہبی، ج ۱۔ ص ۳۴۱، ۳۴۵۔

۴؎ محمد حسین الذہبی، ج ۱، ص ۳۴۵، ۳۴۶۔ حریری، ۲۹۶

۵؎ تفسیر ابی السعود، محمد بن محمد العمادی۔ المحنی ارشاد العقل الی مزایا القرآن الکریم مطبعۃ محمد علی واولادہ، مصر ج ۱، ص ۳،۴ (مقدمہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انھوں نے اہلِ سنت کے طریقہ کے مطابق تفسیر لکھی، اعتزال سے الگ رہے۔ لیکن "الکشاف" اور "بیضاوی" کی وضعی روایات کو فضائل السور میں بیان کرتے ہیں۔ جو کہ بالاتفاق موضوع ہیں۔ مؤلف قرأت کا خیال رکھتا ہے۔ اسرائیلی روایات کم بیان کرتا ہے۔ بعض اوقات کلبی جیسے کذّاب راویوں کی روایات کو بھی تفسیر میں جگہ دیتا ہے۔ فقہی مسائل بھی تفسیر میں کم ہیں [1] یہ کتاب طبع شدہ ہے۔

۱۳۔ روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی للآلوسی :

ابوالثنا۔ شہاب الدین محمود آفندی آلوسی البغدادی، بغداد کے محلّہ کرخ میں ۱۲۱۷ھ کو پیدا ہوئے [2] تعلیمی سلسلہ میں اپنے والدِ محترم، الشیخ خالد النقشبندی اور الشیخ علی السّریری سے منسلک رہے [3]

علم کا بڑا شوق تھا۔ اکثر یہ شعر پڑھتے تھے ؎

سَهَرِیْ لِتَنْقِیْحِ الْعُلُوْمِ اَلَذُّ لِیْ
مِنْ وَصْلِ غَانِیَۃٍ وَطِیْبِ عِنَاقِ [4]

"علم کی نوک پلک سنوارنے کے لئے میری بیداری مجھے خوبصورت معطر گلے ملنے والی کی ملاقات سے لذیذ تر ہے۔"

شافعی المسلک تھے۔ بعض مسائل میں حنفی فقہ کی طرف رجحان رکھتے۔ آخری عمر میں اجتہاد کی طرف میلان ہوگیا۔ اُن کی کئی تصانیف میں سے یہ مشہور ہیں :

روح المعانی فی تفسیر القرآن العظیم والسبع المثانی، حاشیہ علی القطر، شرح المسلم فی المنطق
الاجوبۃ العراقیۃ عن الاسئلۃ الدرہوریۃ

آپ کی وفات ۱۲۷۰ھ میں ہوئی [5]

۱؎ محمد حسین الذہبی، ج۱، ص ۳۴۹، ۳۵۲۔ حریری، ص ۲۹۸، ۲۹۹۔
۲؎ محمد حسین الذہبی، ج۱، ص ۳۵۲۔
۳؎ ایضاً۔
۴؎ ایضاً۔ ص ۳۵۳۔
۵؎ حریری، ص ۲۰۰، ۲۰۱۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ تفسیر تمام قدیم تفسیروں سے استفادہ کرکے لکھی گئی ہے۔ اس تفسیر میں تفسیر ابن عطیہ، تفسیر ابی حیان تفسیر الکشاف، تفسیر ابی السعود، تفسیر البیضاوی اور تفسیر الرازی سے نقل کرتے ہیں[1]

یہ تفسیر اہل سنت کے مذہب کی ترجمان ہے۔ اور معتزلی کی تردید ہے۔ اس میں اصل حکمت اور اصل حیثیت کا بھی کلام ہے۔ نحوی مسائل بھی ہیں۔ فقہی مسائل پر بھی تبصرہ ہے۔ وہ اسرائیلی روایات اور موضوع روایات پر سخت تنقید کرتا ہے۔ قرآت کا بھی ذکر کرتا ہے۔ اور اسباب نزول بھی بیان کرتا ہے۔

بعض اوقات باطنی معانی صوفیاء والے بیان کرتے ہیں جو کہ دور از کار نہیں[2] یہ دونوں مکتب فکر کی تفاسیر کا اختصار سے ذکر کرتا ہے۔

(ش)

اعلانِ مسرّت

آپ کو یہ جان کر مسرت ہوگی کہ ہفت روزہ "خدام الدین" کا "مفتی محمود" نمبر شائع ہوگیا ہے جس کا ہدیہ مبلغ تیس ۳۰/- روپے ہے۔ جن حضرات کو ضرورت ہو وہ ۲۱۹ شیر شاہ بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور سے رابطہ قائم کریں۔ نیز جو صاحب خدام الدین کے سالانہ خریدار بنیں گے ان کو "مفتی محمود نمبر" مفت فراہم کیا جائے گا۔ (ادارۂ خدام الدین)

---

[1] محمد حسین الذہبی، ج ۱، ص ۳۵۲۔

[2] ایضاً، ص ۳۵۲، ۳۶۰۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ